www.pklibrary.com

فلک تنویر

سنگِ صبور

"یا اللہ! صبح کپڑے دھوئے، برتن دھوئے، فرش دھویا، کمروں کے باتھ رومز دھوئے اور اب ایک بار پھر سے برتن دھو رہی ہوں...... دھو دھو کر میں تو "دھونی" بن گئی۔" انا کا چہرہ غصے سے لال ہوا جا رہا تھا۔ اس کی دہائی پر کچن میں چائے بناتی مونا نے بڑبڑا کر کہا۔

"تو کرس کیل بننا تھا کیا؟"

"کرس کیل...... یعنی......" انا نے اسٹیل کی دیگچی زور سے پٹخ دی۔ اس نے سن لیا تھا۔

مونا ایسی اداکاری کرنے لگی کہ جیسے ہیری پوٹر کی "ان ویزیبلٹی کلاک" (وہ چغہ جسے پہن کر ہیری کسی کو نہیں دکھتا تھا) پہن لیا ہو اور وہ وہاں ہے ہی نہیں......

کچن کی کھڑکی کھلی تھی اور کھڑکی کے سامنے سرما کی دھوپ میں رکھے تخت پر دادی براجمان تھیں، ہاتھ میں تسبیح لیے، وہ مسکرا کر پھپھو کو دیکھ رہی

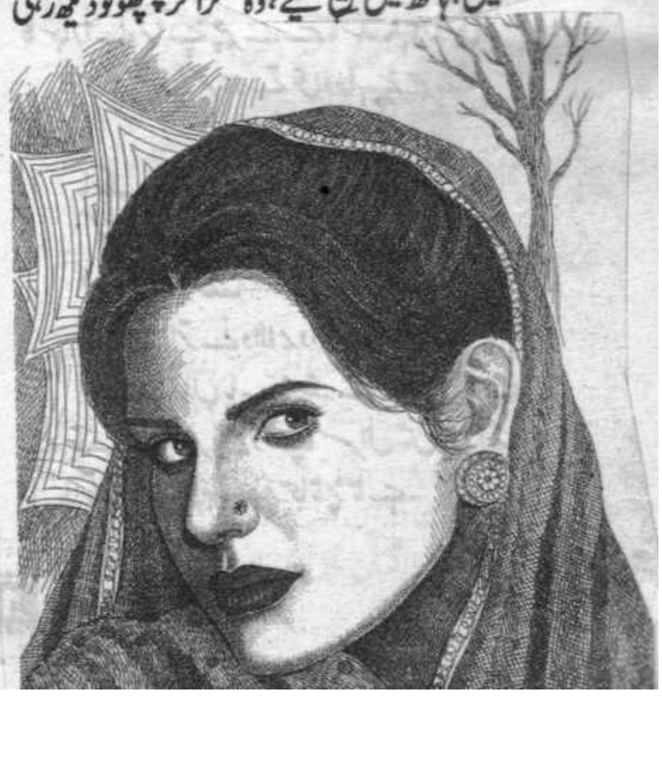

تھیں۔ اس کے دیگچی پٹخنے پر دادی نے مڑ کر دیکھا۔ مونا نے اشارہ سے بتا دیا کہ "پگلا چکی ہے میڈم!"

دادی مسکرا کر پھر سے پھپھو کی 'رام لیلا' سننے لگیں......

"میرے لیے بھی ایک کپ کا اضافہ کر دو۔" انا نے آخری پلیٹ دھو کر اسٹینڈ میں رکھی اور مونا پر حکم صادر کرتی جانے لگی۔

"اب میں پانی چڑھا چکی ہو، ایک کپ اپنے لیے، ایک دادی کے لیے...... اور پھپھو کا روزہ ہے آج۔" مونا نے بے نیازی سے صاف انکار کیا۔

لیکن انا پہلے ہی غصہ میں تھی اس کی اس بات پر اور جل گئی۔ آگے بڑھ کر، چولہے پر چائے کے لیے چڑھایا پانی، اٹھا کر سنک میں بہا دیا اور طنزیہ مسکرائی۔

"ون کپ مور...... پلیز!"

مونا دانت کچکچا کر رہ گئی اور خاموش رہنا ہی غنیمت جانا کیونکہ آج انا نے بہت کام کیا تھا۔ ابھی جواب میں کچھ کہہ دیتی تو امی جو پھپھو کا سن کر، سر درد کا بہانہ بنا کر سونے کی اداکاری کر رہی تھیں۔ اپنی آسکر وننگ اداکاری چھوڑ کر، اس کی دھلائی کرنے آن پہنچتیں...... لہٰذا کپ چائے کا پانی چڑھا کر، وہ اس کو "چڑیل، آلو مکھی، وچ، ڈیول، شیطان" جیسے القابات سے نوازتی رہی۔

"اس آلو مکھی کی شادی جلدی ہو اور جان چھوٹے میری۔ تائی بھی پتا نہیں کیوں دیر کر رہی ہیں۔" انا کچن سے نکل کر اپنے اور مونا کے مشترکہ کمرے میں آ گئی۔ مونا کا بیڈ پہ لیپ ٹاپ آن تھا۔ "لیز چپس" کے دو بڑے پیکٹ رکھے ہوئے تھے۔

pklibrary.com

اسلام علیکم!

ہمیں اپنے Blog kitabdost

http://kitabdostpk.blogspot.be

اور readingpoint

http://readingpointpk.blogspot.be

کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے جو ہمارے لیے ناولز

لکھ سکیں جو خواتین و حضرات شوقین ہیں وہ

ہمیں اپنی تحریر (ناول،ناولٹ،افسانہ قسط وار ناول)

اس میل آی ڈی پہ سینڈ کر سکتے ہیں

maisrasultan@gmail.com

فیس بک پہ بھی اس میل کے زریعے رابطہ کریں

www.pklibrary.com

ناولٹ

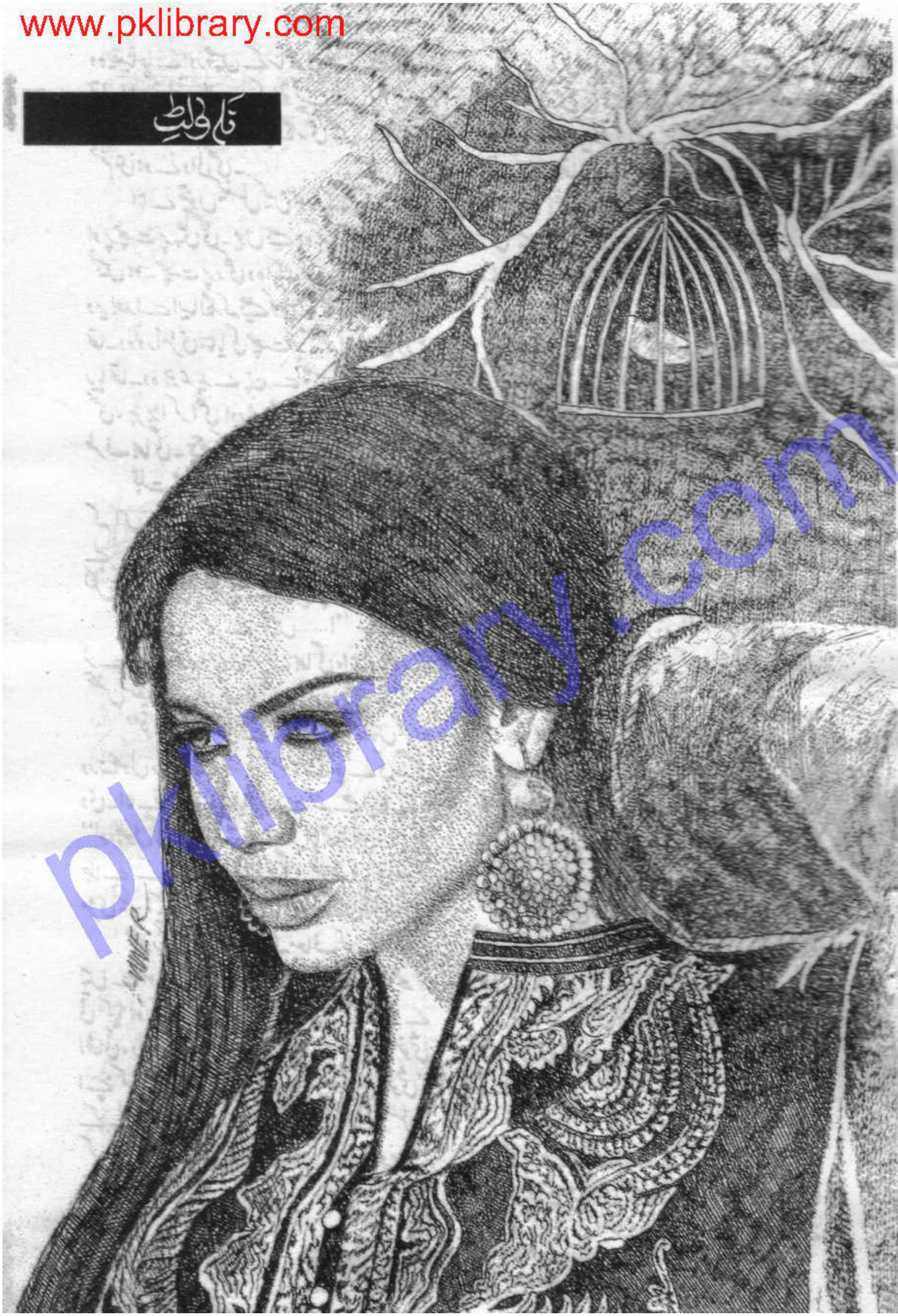

pklibrary.com

www.pklibrary.com

وہ یقیناً چائے اور چپس کے ساتھ ڈرامہ دیکھنے کا ارادہ تھا۔ انا نے لیپ ٹاپ دیکھا تو لیپ ٹاپ پر اس نے تین موویز ڈاؤن لوڈنگ پر لگا رکھی تھیں۔ جو کہ بس ختم ہی ہونے والی تھی۔

انا نے تینوں کینسل کیں اور ایک پیکٹ اٹھا کر اوپر چھت پر چلی گئی۔ یوں جیسے وہ کمرے میں آئی ہی نہیں ہو۔ چھت پر رکھی وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر بعد اسے ایسا لگا کہ جیسے کوئی مسلسل اس کو دیکھ رہا تھا۔ وہ فوراً مڑی، تایا کی چھت پر معظم کھڑا اس کو دیکھ رہا تھا۔ وہ جو مزے سے چپس کھائے جا رہی تھی، ہڑبڑا کر اٹھی اور فوراً سے بیشتر سیڑھیوں کی طرف بھاگی۔ پیچھے کھڑا معظم ہنسنے لگا۔

عجلت میں سیڑھیوں سے اترتی یہ بھول گئی تھی کہ اس کے ہاتھ میں چرایا ہوا چپس کا پیکٹ ہے...... ادھر ہاتھ میں ٹرے پکڑے مونا کچن سے نکل رہی تھی اس پر نظر پڑتے ہی چیخ پڑی۔

"چورنی، میرے چپس......!" چائے کی ٹرے وہیں رکھ کر اس کی طرف بھاگی، انا جو پھولے تنفس سمیت اس کو دیکھ رہی تھی، پیکٹ پیچھے کیا۔

"فوراً سے بیشتر مجھے یہ بقیہ چپس واپس کر دو ورنہ بھول جاؤ چائے کو......" مونا نے چائے کی دھمکی دی۔ انا نے شان بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"لو، بھول گئی میں......" پیکٹ میں ہاتھ ڈالا اور اس کو جلانے کے لیے چپس کھانے لگی۔ مونا روہانسی ہو کر مڑی لیکن ایک اور دھمکی دینے سے باز نہیں آئی۔

"اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ معاف کرنے والوں میں سے ہوں کیا؟ دیکھتی جاؤ، میں تمہارے ساتھ کر تی کیا ہوں......" یہ کہہ کر مڑی، چائے کی ٹرے اٹھائی، دادی اور پھپھو کو چائے دے کر، خوشی خوشی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ لیکن جس "خوشی" کے لیے وہ جا رہی تھی، وہ خوشی تو انا پہلے ہی "کینسل" کر چکی تھی...... ڈاؤن لوڈنگ پر لگائی موویز کی خوشی......

☆☆☆

سرما کی دوپہر، انگ انگ میں غنودگی سی بھر دیتی تھی۔ تین بج چکے تھے، صحن میں چارپائی پر لیٹا، وہ کانوں میں ہینڈ فری ٹھونسے غزلیں سن رہا تھا۔ آج اتوار کا دن تھا اور لیکن اتوار کے دن کا اتنا مزا نہیں ہوتا، جتنا ہفتے کی رات کا ہوتا ہے۔ امی بجو کے ہاں گئی تھیں اس کے چھوٹے بھانجے کا ہاتھ ٹوٹا تھا۔ ایک نمبر کا شیطان تھا۔ فیضو کا خیال آتے ہی وہ مسکرایا، خاندان میں سب یہی کہتے ہیں کہ فیضو اس پر گیا ہے، ہو بہو اس کی فوٹو اسٹیٹ......

موبائل نے "لو بیٹری" کا عندیہ دیا، سستی سی سے معظم موبائل چارج پر لگانے کے لیے اٹھنے لگا کہ بجلی چلی گئی۔ وہ کوفت سے کمرے سے باہر چلا آیا۔

"بھائی ...... بھائی ...... بات سنیں ......"

مدحت حسب معمول چیختے ہوئے اس کو پکار رہی تھی۔ وہ باہر نکل آیا۔

"نہیں ہے ہمارے گھر کباڑ بھئی۔ یہ کباڑیوں والی آواز بند کر دو۔" معظم ہمیشہ مدحت کی آواز کو کباڑیوں کی آواز کہہ کر اس کو تنگ کرتا تھا۔ اور یوں حسب معمول مدحت غصے سے کہنے لگی۔

"بھائی، جب میں یہاں سے چلی جاؤں گی اور وہ پگلیٹ انا آجائے گی یہاں ...... آپ کے ہر کام کرتے ہوئے اس کو موت پڑے گی، پھر آئیے گا ماتم کرنے میرے پاس ...... میرا جواب یہی ہوگا کہ بھگتیں میری ناقدری کا انجام......"

"وہ تو صحیح ہے، میں ماتم کرنے آجاؤں گا، لیکن یہ کیا اس کو کام کرتے موت پڑے گی۔ وہ تو کافی فرماں بردار ہے، سلیقہ شعار، سگھڑ ہے۔ پتا نہیں، یہ خیال تمہیں ہر بار کیوں ستاتا ہے؟" ہمیشہ کی طرح وہ انا کی جان بوجھ کر طرف داری کرنے لگا۔ مدحت جل بھن گئی۔

"ہاں اسی لیے ہمارے لیے ایک پلیٹ پکوڑے بنائے تھے اور وہ بھی نمک ڈالے بغیر۔ یہ ہی نہیں، امی بتا رہی تھیں کہ اس نے عتیق (انا کا بھائی) کے کپڑے استری کرتے ہوئے ایسے جلائے

pklibrary.com

www.pklibrary.com

جیسے تمہاری پھپھو میرا کلیجہ جلاتی ہے۔"
"یہ بتادو کہ تم مجھے کیوں بلارہی تھیں؟ خبردار جو دہی لانے کا کہا تو......!"
مدحت جو ابھی تک غصہ میں تھی، اس بات پر ہنس پڑی۔
"اسی کا کہنے والی تھی میں......"
معظم نے سر پر دونوں ہاتھ رکھ کر، اوور ایکٹنگ کے ساتھ کہا۔ "دہ ہیں......ں......ں......"
مدحت نے ہنستے ہوئے، اس کے ہاتھ میں پیسے پکڑادیے۔
"جتنی بھی اوور ایکٹنگ کرلیں، دہی تو آپ کو ہی لانی ہے کیونکہ محتشم تو ہے نہیں جس پر آپ اپنے بڑے ہونے کا رعب ڈال کر اسے بازار بھیج دیں......" مدحت نے ہاتھ ایسے جھاڑے جیسے سارے بدلے چکادیے ہوں دہی لانے کا کہہ کر۔
معظم نے مسکرا کر اس کو دیکھا۔
"اور تمہیں کس نے کہا کہ میں دہی لینے بازار جاؤں گا، میں تو جارہا ہوں اپنے سسرال، ساسو ماں سے کہہ دوں گا کہ اگر آپ کے ہاں تھوڑی سا دہی مل جائے تو شکر گزار رہوں گا میں آپ کا، دہی بھی مل جائے گا اور ایک عدد کپ چائے مع پکوڑوں کے۔ کیونکہ ابھی مونا نے اسٹیٹس لگایا تھا پکوڑوں کا......!!"
پیسے جیب میں رکھتے ہوئے، وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا، گنگناتا جانے لگا۔ پیچھے کھڑی مدحت تلملائی، کیا ضرورت تھی اس کو پیسے دینے کی وہ پاؤں پٹختی برآمدے میں ڈالے گئے جھولے پر بیٹھ گئی، جو ابو نے اپنے چھوٹے نواسے کے لیے ڈالا ہوا تھا۔

☆☆☆

اس دو ایکڑ پر پھیلے گھر کا آج بھی داخلی دروازہ لکڑی کا بنا ہوا تھا، جو دادا مرحوم سلطان صاحب کا بنایا ہوا تھا اور دادی کے کہنے پر رہنے دیا گیا تھا۔
سلطان صاحب اور رضیہ بی بی کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں چاروں بیٹوں کے الگ الگ پورشنز بنے ہوئے تھے۔ سب سے بڑے فرقان تایا سرکاری ہائی اسکول کے پرنسپل تھے۔ جبکہ فہمیدہ تائی ان پڑھ لیکن سلیقہ شعار اور جہاندیدہ خاتون تھیں۔ ان کے چار بچے تھے۔ معظم، محتشم، شمائلہ اور مدحت شمائلہ کی شادی ہوچکی تھی۔ ان سے چھوٹے اسد چاچا اور کشمالہ چاچی، ان کا صرف ایک بیٹا شعیب جن کی شادی ہوچکی تھی۔ شعیب اور عائزہ دونوں کالج میں فزکس کے لیکچرار تھے۔
اسد چاچا سے چھوٹے عادل چاچا تھے جن کے ہاں سات سال بعد دو جڑواں بیٹے ہوئے تھے۔ عادل چاچا اور امینہ چاچی کی اکثر لڑائی ہوتی تھی، وجہ ایک ہی عادل چاچا کی انتہائی بخیلی۔
سب سے چھوٹے قیوم صاحب جو کہ ایک فارماسوٹیکل کمپنی میں بطور منیجر کام کرتے تھے۔ قیوم صاحب اور سیما چاچی کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ انا سب سے بڑی، پھر مونا، عتیق، وہاب، شہاب اور سب سے چھوٹی پریشے۔ انا کی معظم سے اور مونا کی محتشم سے منگنی ہوچکی تھی۔
وہ جیسے ہی قیوم چاچا کے گھر میں داخل ہوا، سامنے تخت پر دادی قرآن مجید کی تلاوت کرتی دکھائی دیں۔ دادی کو قرآن پڑھتا دیکھ کر اندر ہال کی جانب بڑھ گیا۔
اندر ہال میں کھڑکیوں کے شیشوں سے سورج کی روشنیاں اندر آنے کی سرتوڑ کوشش کررہی تھیں، ہال کا فرش معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ابھی دھویا ہوا ہو۔ اس نے ہال کی سیڑھیوں پر ہی چپل اتار دیے، ورنہ اس کی ساسو ماں نہ سہی، مونا ضرور اس کی کلاس لے لیتی۔ ہال خالی تھا۔ وہ کھنکارتا ہوا آگے بڑھا اور سیما چاچی کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوا، جو کہ ادھ کھلا تھا۔ سیما چاچی صوفے پر بیٹھے پریشے کے سر میں تیل لگارہی تھیں۔ اس کو دیکھ کر مسکرائیں۔
"آؤ معظم ......اندر آؤ......اٹھو پری، آغا جان کے لیے چائے لاؤ۔"
پریشے فوراً سے بیشتر اٹھی، ویسے بھی وہ بددلی

www.pklibrary.com

سے بیٹھی تھی۔ اور پر عتیق بھیا کے کمرے میں، ان کے کمپیوٹر پر وہ اور وہاب جی ٹی اے گیم کھیل رہے تھے۔ مونا کے کمرے جا کر، مونا کو آغا جان کے آنے کا کہہ کر، وہ اوپر عتیق کے کمرے میں چلی گئی۔ معظم سیما چاچی کے سامنے بیٹھا تھا اور ان کے شفقت بھرے ہاتھ اس کے نرم بالوں میں چل رہے تھے۔

''فیضو کا ہاتھ ٹوٹ گیا، ہائے اللہ مجھے تو ابھی مونا نے بتایا کہ نگہت (شمائلہ کی نند) نے واٹس ایپ پر اس کو بتایا تھا۔ لو بھلا بتاؤ، یہ جو تمہاری ماں شمائلہ سے ملنے چلی گئی، مجھے بھی بتا دیتی میں بھی ساتھ ہو لیتی۔''

''چاچی! وہ تو بازار جا رہی تھیں......اور......'' اس نے امی کی طرف داری کی۔ ایسے میں مونا ہاتھ میں ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئی۔

''کوئی نہیں...... جھوٹ مت بولیں، مدحت سے پوچھا تھا کہ چاچی کہاں گئی ہیں کہہ رہی تھی کہ فیضو کا ہاتھ ٹوٹا ہے۔ وہاں گئی ہیں۔ آپ یوں ٹی وی ڈراموں والے بیٹوں کی طرح کور اسٹوری مت سنایئے گا پلیز۔'' اس کے سامنے ٹرے رکھتے ہوئے مونا نے طنزیہ لہجے میں اس کی بات کاٹی۔

''ارے، آتے ہی طنز شروع......، سلام کرنا بھول گئیں، چائنیز ڈرامے دیکھ دیکھ کر......''

''فرسٹ، وعلیکم السلام۔ سیکنڈ، چائنیز نہیں ہیں وہ، کورین ہیں۔ اتنی تعلیم کا کیا جو کورین اور چائنیز میں فرق ہی نہ کر سکیں آپ...... ہونہہ!'' اس کو ریِن والے جوک پر اکثر وہ بیزار ہو جاتی تھی۔

''سب ایک جیسے لگتے ہیں۔ ہیں نا چاچی......''

سیما چاچی نے ہاتھ روک لیے، تیل کی بوتل پر ڈھکن بند کیا اور مسکرائیں۔

''نہیں، فرق تو ہوتا ہے......اور پیارے بھی ہوتے ہیں......''

''ڈونٹ ٹیل می، تم نے چاچی کو بھی دکھانے شروع کر دیے ہیں کورین ڈرامے۔'' اس نے حیرت سے پہلے مونا کو دیکھا اور پھر چاچی کو، مونا کے تاثرات تو یہی کہہ رہے تھے کہ جیسے یہ کر کے اس نے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو۔

''اچھا، یہ ڈرامے کی بحث چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ سنار کے پاس کب جاؤ گے؟''

''اگلے پیر ان شاء اللہ۔ پرسوں گیا تھا میں، کہہ رہا تھا کہ پیر کے دن تک ان شاء اللہ زیور تیار ہوں گے۔'' وہ یہ کہہ کر چائے کا کپ اٹھانے لگا۔

''چلو، اللہ برکت ڈالے۔ تم بیٹھ کر چائے پی لو، میں بھی شمائلہ کے بیٹے کی عیادت کرنے جاتی ہوں۔'' تیل کی بوتل اٹھا کر، سیما چاچی اٹھنے لگیں۔

''چاچی، وہ جس کام کے لیے آیا تھا۔ وہ کرتے ہوئے جاییے، اگر دہی جمایا ہو تو دیجیے گا۔ بازار گیا تھا، وہاں ختم ہو چکا تھا۔''

''مونا! میں نکال کے کچن میں رکھ دیتی ہوں۔ پھر دے دینا بھائی کو۔'' وہ مونا کو ہدایت دیتے ہوئے کمرے سے نکل گئیں اور معظم مونا کے لائے پکوڑے کھانے لگا۔

''پکوڑے اچھے بنائے ہیں۔'' اس نے معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے تعریف کی۔ کیا پتا، باہر ناولوں کی ہیروئینوں کی طرح چپکے سے شرماتے ہوئے انا اس کی باتیں سن رہی ہو اور اس تعریف پر اس کے چہرے پر ایک خوب صورت مسکراہٹ آن ٹھہری ہو۔

''آپ کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ پکوڑے میں نے بنائے ہیں، انا نے نہیں۔'' مونا نے جھٹ سے اس کی خوش فہمی کا محل مسمار کیا۔

''اوہ، اچھا تم نے بنائے ہیں۔ شکر اس بار تم نے نمک ڈالا ہے...... پچھلی بار کی طرح پھیکے پکوڑے نہیں ہیں۔'' مدحت کی کوئی بات پہلی بار اس کی کام آئی۔

''ایکسیوزمی، یہ جس کارنامے کا ذکر کر رہے ہیں آپ، یہ آپ کی منگیتر صاحبہ نے سرانجام دیا ہے۔'' مونا نے پھر سے ترنت جواب دیا۔

www.pklibrary.com

مونا کی بات پر، دھڑاک سے باہر کسی کمرے کا دروازہ بند ہوا۔ جیسے کسی نے قصداً کیا ہوا۔ پہلے تو دونوں حیران ہوئے، پھر معاملہ سمجھ کر ہنسنے لگے۔

وہ بیچ میں باہر کھڑی، ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی، مونا ہنستے ہوئے کہنے لگی۔ ''یہ میڈم اب جا کر میرے لیپ ٹاپ سے سارے ڈرامے ڈیلیٹ کرے گی غصے میں......لیکن سوسیڈ! میں پاس ورڈ لگا چکی ہوں۔''

☆☆☆

''الحمدللہ......ثم الحمدللہ!''

فہمی تائی ہاتھ میں زیور کے ڈبے لیے، الحمدللہ کہتے سیما چاچی کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔

''شکر ہے یہ کام بھی ہو گیا۔ بس محتشم کے پرچے ہو جائیں، تو تاریخ طے کرتے ہیں۔ پھر سردی کا موسم نکل جائے تو بچوں کے امتحانات شروع ہو جائیں گے۔ اسی لیے میں سوچ رہی ہوں کہ نومبر ہی کی کوئی تاریخ رکھ دیتے ہیں۔'' فہمی تائی نے مدحت کو زیور پکڑائے، سیما کی بھی تیاری مکمل تھی بس اسی زیور کی تیاری میں تاخیر ہوئی۔

''ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ایسا نہ ہوا کہ جمیل کی شادی پہلے طے کردے نعیمہ (انا کی پھپھو۔) پھر خاک مزا آئے گا۔ اوپر سے سالوں بعد ہمارے گھر میں خوشی کا موقع آنے والا ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے......''

''ہیں کیا کہہ رہی ہو؟ جمیل کی شادی تو اگلے سال ہونی تھی۔ یہ آن کی آن میں کیسے ارادہ بدل لیا نعیمہ نے۔'' فہمی تائی کو نہیں معلوم تھا نعیمہ کے ارادے کا...... لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ ناگواری بھی عود آئی تھی۔

''ہاں نا، ہماری نند ہماری خوشیوں میں بھنگ ڈالے بنا کہاں چین سے بیٹھتی ہے۔ پچھلے ہفتے آئی تھی اماں سے ملنے۔ میں تو سر درد کی وجہ سے سوئی تھی، مونا بتا رہی تھی۔'' سیما کو نعیمہ سے بہت چڑ تھی، نہ صرف ان کو بلکہ فہمی تائی کو بھی سخت ناپسند تھیں۔ اور کچھ حد تک دونوں برحق بھی تھیں کہ نعیمہ بات بات پر خفا ہونے والوں میں سے تھیں۔ ''خیر میں نے بھی امینہ کو بتا دیا ہے دیکھو جنگل میں آگ کی طرح یہ خبر کیسے پھیل جاتی خاندان میں۔ پہلے تو میرے منہ سے پھسل گئی بات۔ لیکن اب تو خوشی ہو رہی ہے کہ نعیمہ تک بات پہنچ جائے گی۔'' دونوں ہنسنے لگیں۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر دونوں نے دیکھا، سامنے بیگ کندھے پر لٹکائے محتشم تھا۔ دراز قد، بڑھی ہوئی شیو، تھوڑا کمزور دکھائی دے رہا تھا، اگرچہ محتشم کی نظر میں وہ صحت مند، ہٹا کٹا تھا لیکن فہمی تائی کی نظریں اس کا ایکسرے کر چکی تھیں۔

وہ سلام کرتا ہوا ان کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

''کھاتے پیتے نہیں ہو کیا......اتنے کمزور ہو گئے ہو۔'' سیما چاچی کو بھی یہی لگا۔

''چاچی، ہاسٹل میں ڈھنگ کا کھانا ملے تو...... اور معظم بھائی کو کہا تھا کہ مجھے تھوڑے پیسے بھیج دیجیے۔ کہنے لگے کہ تمہاری حرکتیں مشکوک ہو گئی ہیں۔ جانے کن سرگرمیوں میں ملوث ہو گئے ہو۔ جلد ہی میں تمہیں ایک خط لکھنے والا ہوں ''بھائی کے نام، غلط سرگرمیوں سے بچنے کے لیے ایک نصیحت آموز خط!'' پتا نہیں کیا ملتا ہے انہیں مجھ معصوم کو بلاوجہ زچ کرنے میں۔'' محتشم نے دل کا سارا غبار نکال دینا چاہا۔ سیما اور فہمی، دونوں مسکرائیں۔

''کیوں، پچھلے ہفتے جو میں نے پانچ ہزار بھیجے تھے......وہ؟'' فہمی تائی نے اس کو یاد دلانا چاہا۔

''پتا نہیں امی، آپ کیا کہہ رہی ہیں، مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ تھکا ہارا آیا ہوں، میں تھوڑا آرام فرما لوں۔'' یہ کہہ کر محتشم فوراً باہر کمرے سے باہر نکل گیا۔ دونوں ہنس پڑیں۔

☆☆☆

رات کی خاموشی میں رومان بھرا خمار تھا۔

اوپر دیکھو تو سیاہ آسمان میں چاند آج بھی کئی محبتوں کا امین بنا، اونگھ رہا تھا۔ وہ عتیق کے کمرے

www.pklibrary.com

سے نکلی، دروازے پر تالا لگایا (عتیق ماموں کے گھر گیا تھا)۔ پھر چھت پر جا کر الگنی پر سے کپڑے اتارنے لگی۔ شکر تھا عین وقت پر یاد آ گیا ورنہ امی نے رات کے دو بجے بھی بھجوا دینا تھا اوپر۔ آن کی آن میں موسم کے تیور بدلے، ہلکی ہلکی سی ہوائیں سمیت بادل آسمان پر قابض ہونے لگے۔ شاید یہ پہلی لڑکی تھی، جس کو بارش سے کافی چڑ تھی، اس نے ناگواری سے بادلوں کو دیکھا اور جلدی جلدی سے کپڑے اتارنے لگی۔ ہوائیں تیز ہونے لگیں، اس نے دوپٹا اتارا سامنے سیاہ لباس میں شخص کو دیکھتے ہی ڈر گئی، جو جانے کیسے خاموشی سے اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اس شخص نے چیخ نکلنے سے پہلے ہی ہاتھ رکھ دیا۔

اس کے لبوں پر رکھا مردانہ ہاتھ معظم کا تھا۔

"آپ؟" اس نے جلدی سے اس کا ہاتھ ہٹایا اور نیچے ہاتھ سے گرا دوپٹا اٹھایا۔

"ہاں میں...... تم کیا سمجھیں کوئی چور ہوگا؟" وہ شرارت سے ہنس کر بولا۔

"چور تو نہیں...... کیونکہ یہاں کون سے ہیرے جواہرات پڑے ہیں اس گھر میں۔ ہاں! کوئی سائیکو پیتھ سیریل کلر ضرور سمجھا تھا جو چپکے سے سامنے کھڑا کب سے دیکھ رہا تھا۔" وہ سنبھل چکی تھی ہنک کر بولی۔

"اندازہ تھا کہ یہی کہوگی۔"

"مجھے بھی اندازہ تھا کہ آپ جواب نہ ہونے کی وجہ سے یہی کہیں گے۔" اس نے دایاں ابرو اٹھا کر طنزیہ کہا اور آنکھیں مصنوعی معصومیت سے پٹپٹائیں۔ سیڑھیوں پر سے اس کو آواز دیتی مونا آ رہی تھی۔ وہ مونا کی غلط وقت پر انٹری پر بدمزا ہوا تو سہی، لیکن فوراً بول پڑا۔

"مدحت بتا رہی تھی کہ تم نے اس بار بھی پوزیشن حاصل کی ہے، اگلا آخری سمسٹر ہے نا، آگے پڑھوگی؟ ایم فل، پی ایچ ڈی؟" اس نے موضوع بدلا۔

مونا معنی خیزی سے مسکراتی انا کے قریب آئی، جو کہ کافی بلش کر چکی تھی۔ چھت پر جلتے بلب کی روشنی میں اس کا چہرہ صاف دکھ رہا تھا۔ اس نے انا کے ہاتھ سے کپڑے لیے اور مسکرا کر شریر لہجے میں کہا۔ "کنٹینیو پلیز!" اور کھی کھی کرتی ہوئی واپس پلٹ گئی۔

"ہاں تو پڑھائی کی بات ہو رہی تھی نا، تو میں کہہ رہا تھا کہ کیا کرنا اتنا پڑھ کر...... جتنا چاہو پڑھ لو کچھ فائدہ نہیں...... آگے تو مجھے ہی پڑھنا ہے تمہیں سبق کی طرح......" معظم نے جان بوجھ کر لہجہ گمبھیر کر کے فلسفہ جھاڑنا چاہا۔

"ایک تو مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لڑکے شاعرانہ باتیں کر کے یہ کیوں سمجھ لیتے ہیں کہ وہ کافی رومانٹک لگ رہے ہوں گے۔ مجھے قطعاً نہیں پسند یہ مرزا اسداللہ خان غالب طرز کی شاعرانہ باتیں......" اس کا چہرہ تو ناگوار لگ رہا تھا، لیکن صاف ظاہر تھا کہ وہ اداکاری کر رہی ہے۔

"اور مجھے بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ تم سخت اور "کول" بننے کی ایکٹنگ کیوں کر رہی ہو۔ ابھی مونا کے سامنے تو اتنی بلش کر رہی تھیں کہ مانو اسٹیج پر کھڑا کر دیا ہو کسی نے اور کہا ہو گاؤ!" سینے پر ہاتھ باندھے، بظاہر سخت لہجے میں، لیکن سخت ہنسی دبائے وہ طنز کر رہا تھا۔

گانے کے طنز پر اس نے جل کر دیکھا۔ وہ نہایت برا گاتی تھی اور شائلہ بجو کی شادی میں گا کر اچھی ریکارڈ بے عزتی بھی کروا چکی تھی۔ اس کے بعد سے جو بھی اس کو کہتا تھی کہ انا ذرا گانا، یہ وہیں کھڑے کھڑے لال ہو کر ٹماٹر ہو جاتی تھی۔

اس کے ایسے جل کر دیکھنے پر، وہ ہنس پڑا۔ اوپر لگے جلتے بلب کی روشنی میں وہ ہنستے ہوئے بہت پیارا لگ رہا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے مڑ کر کپڑے اتارنے لگی۔ وہ بھی اس کے ساتھ اتارنے لگا۔

"آئس کریم کھاؤ گی؟" وہ پھر سے ماحول کو رومانٹک کرنے کی کوشش کرنے لگا......

www.pklibrary.com

''آسمان سے تو اترنے سے رہی۔ کہاں سے کھاؤں؟'' انا نے بھی کندھے اچکا کر اس کی ''کوشش'' کی حوصلہ کشائی کی......

''میں جا کر لاتا ہوں ابھی دو منٹ میں۔'' اس نے متاثر کرنے کی ایک اور کوشش کی۔

''بازار سے؟'' وہ خوش ہو گئی۔

''گھر سے...... فریج میں رکھا ہے ایک تمہارا اور ایک میرا۔''

یہ کہتے ہوئے معظم نے کپڑے اسے پکڑائے اور نیچے کی جانب دوڑ لگا دی۔ چاند جو بادلوں کی اوٹ سے مسکرا کر دیکھ رہا تھا، ناگواری سے بادلوں کی پیچھے پھر سے چھپ گیا۔ ہوائیں اور تیز ہوئیں اور تڑ تڑ بارش کی بوند گرنے لگیں۔ آن کی آن میں تیز بارش ہونے لگی اس نے کپڑے جلدی سے اتارے اور سیڑھیوں کی مٹی کے نیچے کھڑی ہوئی، معظم کے گھر کی چھت کو دیکھتے ہوئے شرارت سے مسکرائی۔

پانچ منٹ بعد وہ ہاتھ میں دو آئس کریم لیے اوپر بھاگتا ہوا آ رہا تھا، الگنی خالی تھی اور مٹی کے نیچے وہ کھڑی تھی۔ وہ قریب گیا۔

''السلام علیکم! معظم بھائی، مجھے مونا کہتے ہیں۔ انا نے آپ کے لیے پیغام چھوڑا ہے کہ سوری مجھے بارش نہیں پسند، آپ مہربانی کر کے میرا آئس کریم مونا کے ہاتھوں بھیج دیں۔ شکریہ۔''

معظم نے نتھنے پھلائے دونوں آئس کریم مونا کے ہاتھ میں پکڑا دیں۔ مونا اپنی مخصوص ''کھی، کھی'' کرنے لگی۔

☆☆☆

مغرب کی اذان ہو چکی تھی اور اب آکاش سیاہ چادر اوڑھ رہا تھا۔ انا کے گھر میں گہما گہمی چل رہی ہے۔ انا اپنے کمرے میں تھی۔

فہمی تائی اور فرقان تایا آج تاریخ طے کرنے آ رہے تھے۔ اوپر چھت پر کرسیاں، چارپائیاں ترتیب سے رکھ دی گئی تھیں اور بیچ میں دو تین انگھیٹیاں بھی رکھ دی تھیں۔ انگیٹھیوں کے ساتھ کے دو تین میزیں رکھی ہوئی تھیں۔

نیچے ہال کو عورتوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ وہاں بھی آمنے سامنے چارپائیاں رکھی ہوئی تھیں اور درمیان میں دو تین میزیں۔ کچن میں مدحت، سیما چاچی، کشمالہ، امینہ چاچی لگی ہوئی تھیں۔ جبکہ پھپھیاں دادی کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ فہمی تائی اور شائلہ ابھی پہنچی تھیں۔ اور مرد حضرات مغرب کی نماز پڑھ کر بس آنے ہی والے تھے۔ سارا خاندان اکٹھا ہونے کو تھا، سوائے انا اور معظم کے......

انا نے دروازہ بند کر رکھا تھا، جانے کیوں ایسے موقعوں پر ہر لڑکی کو اپنی سہیلی کیوں یاد آ جاتی ہے۔ وہ بھی اپنی سہیلی کے ساتھ لگی ہوئی تھی، جو کہ اس کی اسائمنٹس لکھ کر اس کو جتا رہی تھی......

''بس تمہاری شادی ہو جائے اور تم گھر بیٹھ جاؤ۔ سارے اسائمنٹس مجھ سے لکھوا لیتی ہو۔ اور پوزیشن بھی خود لے لیتی ہو۔ شکر، یہ آخری سمسٹر ہے۔ ایم فل تو تمہیں کرنے نہیں دیں گے معظم بھائی۔'' ہانیہ کا لہجہ غصے سے ناگوار ہوا اور ناگوار سے معظم تک آتے ہوئے شریر۔ وہ مسکرائی۔

''وہ تو کہہ رہے تھے کہ جتنا چاہو پڑھ لو کچھ فائدہ نہیں...... آگے تو مجھے ہی پڑھنا ہے تمہیں کسی سبق کی طرح۔''

☆☆☆

اوپر بیٹھے مردوں کی ہنسی اور اونچا بولنے کی آوازیں نیچے تک آ رہی تھی۔ نیچے بیٹھی خواتین کسی پرانی شادی کا احوال لیے بیٹھی تھیں اور اسی شادی کے گلے شکوے تا حال جاری تھے۔ اگر سب خوش بھی ہوتے، تو نعیمہ کے چہرے پر چھائی ناگواری صاف بتا رہی تھی کہ جس شادی کا ذکر چل رہا تھا اس میں خفا ہو چکیں نعیمہ آج بھی خفا ہی تھیں۔ فضیلت پھپھو اللہ ملوک خاتون، ماں سے دو چار باتیں کرنے کے بعد، کچن میں کھڑی کام کر رہی تھیں۔

''نعیمہ کس بات پر خفا تھی ویسے؟'' سیما نے

www.pklibrary.com

ہنستے ہوئے فضیلت پھپھو سے پوچھا۔

"ولیمے کی صبح اس کے گھر پراٹھے نہیں بھجوائے گئے تھے۔ اسی بات پر خفا تھی۔" فضیلت کا انداز بھی بیزاری سے معمور تھا، یوں جیسے وہ بھی اپنی بہن کے اسی طرح بار بار روٹھنے والی عادت سے عاجز آچکی ہوں......

عتیق اندر کچن میں داخل ہوا، اس کے پیچھے محتشم کھڑا تھا۔

"کچن میں کام کرتے وقت بھی غیبتیں ہو رہی ہیں۔"

فضیلت پھپھو نے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی۔

"شیطان!"

محتشم اندر آیا اور پھپھو کو سلام کیا...... پھپھو نے ماتھے پر شفقت بھرا بوسہ دیا۔

"جیتے رہو!"

"لو کباب بھی تل گئے، لڑکیوں کو بلا کر لاتی ہوں، اور آرام سے اوپر لے جاؤ۔ آجاؤ بس فضیلت، باقی لڑکیوں کا کام ہے، وہ سنبھال لیں گی۔" دونوں خواتین کچن سے باہر نکل گئیں۔ عتیق وہاب اور شہاب کو بلانے باہر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ کچن میں اکیلا کھڑا تھا۔

اس کی منتظر نگاہیں کسی کی راہ دیکھ رہی تھیں، اس کا اندر آتی کنزہ، فضا (نعیمہ اور فضیلت کی بیٹیاں) کو بخوبی اندازہ تھا۔ منتظر نگاہیں کچن کی چوکھٹ پر جمی تھیں...... کچھ ہی دیر میں، موبائل کان سے لگائے وہ آگئی...... مونا قیوم۔

کنزہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا، مونا کے آتے ہی اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ کنزہ نے طنزیہ کہا۔

"محتشم، ممانی سے کہہ دیتے، لگے ہاتھوں تمہاری بھی ڈولی سجا دیتیں۔"

مونا نے ناگواری سے موبائل بند کیا اور کیبنٹ سے پلیٹ نکالنے لگی۔

"امی کہہ رہی تھیں کہ ڈولی سجا دوں گی، لیکن دل والے کی دلہنیا پی ایچ ڈی کرنے کے بعد ڈولی میں بیٹھیں گی۔" محتشم نے چہرے پر دنیا بھر کی معصومیت سجالی۔

"کنزہ! تمہیں یاد ہے وہ مس نزہت؟" پیچھے مڑ کر مونا نے استفسار کیا۔

تینوں نے بیک وقت عجیب نظروں سے گھورا، یوں کہ بات کیا چل رہی تھی اور اس نے کیا پوچھ لیا۔

"وہ جو ہمیں ٹینتھ میں بائیو پڑھاتی تھیں...... جنہوں نے مجھے کہا تھا کہ تم مجھے جنگلی لگتی ہو، کل ایک فروگ پکڑ کر لانا، اس کا لیب میں ڈائی سیکشن کریں گے، جب میں نے نمرہ کے بال نوچے تھے لڑائی میں۔" کنزہ پلیٹ میں پکوڑے رکھ کر جواب دینے لگی...... وہ بھی مطالعہ پاکستان کا تفصیلی سوال سمجھ کر......

"ہاں وہی...... انہوں نے زولوجی میں پی ایچ ڈی مکمل کی پھر یونی میں لیکچرار لگ گئیں۔ ان کے شوہر بھی لاء پڑھ کر گھر بیٹھے تھے، وہ تو صد شکر ان کی نوکری لگ گئی یونی میں...... اوہ! یہ شامی کباب جل گیا۔"

محتشم کے کان ایک دم سرخ ہو گئے۔ مدحت ٹھیک کہتی تھی اس کی زبان نعیمہ پھپھو کی فوٹو اسٹیٹ تھی۔ شکر تھا، عادل چاچا کی انٹری ہوئی...... وہاب، شہاب اور عتیق بھی آگئے، ورنہ مونا کے طنز کی بندوق آج فل معلوم ہوتی تھی اور اس کی وجہ کیا تھی، وہ بھی اس کو خوب معلوم تھا۔ شیڈ وائنڈ بون ناول کے سیٹ کا کہا تھا اس کو، وہ ہاسٹل آتے وقت بھول گیا تھا۔

پھر جب شام رات کے گلے مل رہی تھی...... چائے کا دور ختم ہوا تو فرقان تایا نے تاریخ بتا کر سب کے مشورے جاننے چاہے، سب نے کون سا اعتراض کرنا تھا۔ منہ تو پہلے ہی میٹھا کر چکے تھے بس ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے......

عتیق نیچے آکر چلایا......

"گیارہ نومبر......!!"

☆☆☆

آج جمعہ تھا۔ معظم کی مہندی تھی۔ ایک دن

www.pklibrary.com

پہلے انا کی مہندی سادگی سے ہو چکی تھی۔ ان کے ہاں لڑکی کی مہندی سادگی سے کرنے کا رواج تھا۔ اصل ہلا گلا آج ہونا تھا۔

محتشم نے ڈیگ پر پرانے گانے لگا کر کنزہ وغیرہ کو خوب بور کیا۔ پھر چھوٹی سی گلی میں شور مچ اٹھا، باہر سے لوک گیت گاتی دادی اور تالیاں بجاتے ہوئے خواتین......

لڑکی والے مہندی لے کر آ چکے تھے۔ معظم باہر ہجرے میں بیٹھا تھا۔ جب کہ محتشم گھر میں اپنے کمرے میں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا باہر چلتی ڈانس پارٹی کا ڈی جے بنا تھا۔ صحن میں چار پائیاں ایک حصے میں بچھائی گئی تھیں اور باقی ٹینٹ سے منگوائی گئی کرسیاں تھیں۔ چار پائیوں پر بوڑھی خواتین بیٹھی تھیں، کچھ لڑکیاں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھیں اور کچھ صحن میں گول دائرہ بنائے کھڑی تھیں، اس گول دائرے میں وقتاً فوقتاً کوئی نکل کر، اندر بیٹھے "گھریلو ڈی جے" سے اپنی پسند کے گانے کی فرمائش کرتا اور رقص کرنے میدان میں اترتا...... مونا، کنزہ، فضا تینوں نے یوٹیوب سے مختلف گانوں پر ریہرسل کی ہوئی تھی۔ اسی لیے ابھی فہمی تائی پشتو کے مشہور شادی والے سازوں پر رقص کر رہی تھیں۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ پھر مدحت نکلی اور ساتھ میں امینہ چاچی اور ان کے ڈانس پر سب تالیاں بجا رہے تھے لیکن تالیوں کے آواز سے زیادہ ان کی ہنسی تیز تھی۔

مدحت نے معظم کا پینٹ شرٹ پہنا تھا، آنکھوں پر کالا چشمہ لگائے ...... پینٹ کی بیلٹ کو سلمان خان کی طرح ہلاتے ہوئے "ہڑ ہڑ دبنگ دبنگ" گانے پر سلمان خان کی نقلیں اتار رہی تھی...... پھر گانا بدلا اور "تیرے مست مست دو نین، میرے دل کا لے گئے چین" لگا......

امینہ چاچی نے اپنے جارجٹ کے دوپٹے سے ساڑھی بنائی اور سوناکشی بنیں اور مدحت سلمان خان بنی...... ان دونوں کی ایکٹنگ کو سب نے خوب انجوائے کیا۔

"شامی، شامی بھائی......" عادل چاچا کے بیٹی روحان نے دروازہ کھولا۔ "مونا باجی کہہ رہی ہیں کہ جو گانا واٹس ایپ کیا تھا وہ چلا دیں جلدی......"

اس نے جلدی سے موبائل جیب سے نکال کر واٹس ایپ کھولا، لیکن یہ کیا، سگنلز ہی اڑ گئے زونگ کے، دوسرے سم میں ڈیٹا نہیں تھا۔ باہر دائرے میں بےزاری بھری لہر اٹھی اور کورس میں کھڑی مونا، کنزہ اور فضا تن فن کرتے ہوئے اندر داخل ہوئیں۔

"مسٹر! گانے کا کہا ہے، اے آر رحمٰن بن کر کمپوز کرنے کا نہیں ......" طنز کیے بنا مونا کو جیسے بات کرنا آتا ہی نہیں۔

"کر رہا ہوں ...... یہ دیکھو سگنلز نہیں ہیں...... ہر بار میرا قصور نہیں ہوتا، سمجھیں؟"

"ہاں! سمجھ گئی ...... لیکن یہ نہیں سمجھی کہ تم اب کیوں کر رہے ہو ڈاؤن لوڈ؟"

"تمہاری طرح فالتو ٹائم نہیں ہے میرے پاس جو ڈانس ریہرسلز میں برباد کرتا پھروں۔ سینکڑوں کام ہوتے ہیں۔" اس نے دوبدو جواب دیا...... مونا نے پہلے غصے سے کچھ کہنا چاہا، پھر رکی، مسکرائی۔

"اور کمپیوٹر کے سامنے بیٹھے، ڈی جے بننے کے لیے وقت ہے؟ اور ہائے داوے...... تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ ادھر حجرے کے کاموں سے بھاگ کر آئے ہو......" مونا نے سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔

محتشم نے جل کر دیکھا، کمپیوٹر کا سوئچ نکال کر اٹھا۔ "لو کر دی خالی کرسی...... بیٹھو۔"

"ایکسیوز می، میں ابھی معظم بھائی کو کال کرنے لگی تھی، اسی ڈر سے بھاگے ہو۔ رائٹ!"

محتشم نے اس بات پر پیچھے مڑ کر دیکھا، مونا نے شیطانیت بھری معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔ اس نے آنکھیں دکھائیں، ان کی نوک جھوک مزے سے دیکھتیں فضا اور کنزہ جو کب سے ہنسی دبائے ہوئے تھیں، زور سے ہنس پڑیں۔

"کتنی ظالم محبوبہ ہو تم، وہ تم سے کتنی محبت کرتا

www.pklibrary.com

ہے بے چارہ اور تم ہر بار اس کو ڈانٹتی رہتی ہو۔ جب شادی ہو جائے گی تم دونوں کی تو مجھے یہ دیکھنا ہے کہ تم اس کی بیوی بنو گی یا اس کی سوتیلی ماں۔" فضا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہت ہی گھٹیا، بچگانہ جوک ہے...... ہٹو، کمپیو ٹر آن کرو۔" مونا نے ناگواری سے کہا...... سارا موڈ خراب کر دیا سو کالڈ" بے چارے نے"...... بے چارہ جو حجرے کا چکر لگا کر واپس آیا تو تالیوں کا شور پہلے سے کافی زیادہ تھا وہ اوپر برآمدے سے دیکھنے لگا، وہاں سے صاف دکھائی دے رہا تھا۔

کوئی انڈین گانا چل رہا تھا اور تینوں کورس میں ڈانس کر رہی تھیں ہر دو منٹ بعد گانا بدلتا تھا۔ یہ انہوں نے مختلف گانوں کو اکٹھا کیا ہوا تھا اور بقول مونا کہ اسے میڈلے کہتے ہیں...... کوئی موو کرتی، مونا کی اس پر نظر پڑی۔ اس کو یوں دلچسپی سے دیکھتے وہ بھی مسکرائی۔ امینہ چاچی نے اوپر چڑھ کر معظم کو دبوچا اور نیچے اتارنے لگیں۔

"چل بھئی...... موقع پر پکڑ لیا۔ نیچے آکر ڈانس کرو۔ فضا...... فضا مونا کو پکڑو۔" اس کو یوں اتارتے ہوئے مونا سمجھ گئی کہ اس کو کیوں اتار رہی تھیں چاچی۔ وہ فوراً اوپر برآمدے کی طرف بھاگی تو چاچی نے فضا کو پکارا۔ لیکن بے سود تب تک مونا جا چکی تھی......

"چاچی، چھوڑیں، مجھے نہیں کرنا آتا ڈانس...... پلیز......!!" اس نے منمناتے ہوئے مزاحمت کی، لیکن تب تک چاچی اس کو کھینچتے ہوئے لا چکی تھیں۔

اس نے شرماتے شرماتے چند اسٹیپس کیے اور بھاگ کھڑا ہوا۔ سب ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے...... مونا بھی اوپر کھڑی تھی، وہ ہنس نہیں رہی تھی اس کی مسکراہٹ بہت گہری تھی...... اس نے ویڈیو بنا لی تھی اس کے ڈانس کی......

جب سب ڈانس کر چکے تو حجرے کسی بچے کو دوڑایا گیا کہ دولہا اور شہ بالوں کو بلایا جائے، کچھ دیر بعد دولہا اور اس کے ساتھ کزنز وغیرہ تھے وہاں آئے، گیٹ پر سرخ دوپٹے کے سائے میں ان کو اسٹیج تک لایا گیا۔

سب سے پہلے معظم کو ہار پہنائے گئے، پھر دائیں بائیں بیٹھے شہ بالوں کو......

ہار پہنانے کے بعد مونا نے معظم کی انگلی پکڑ کر نیگ مانگا۔

"چلیں، پیسے نکالیے سب۔" اس نے چٹکی بجاتے ہوئے دولہے کے پاس بیٹھے سب کو مخاطب کیا۔ سب نے خالی جیبیں دکھا دیں۔

"تو آپ سب کو کیا لگتا ہے، ہم جانے دیں گے آپ کو؟ شرافت سے نکالیے...... ورنہ......" مونا دھمکی دے ہی رہی تھی کہ محتشم نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ورنہ کیا کر لیں گی آپ میڈم؟" اس کی نظریں بیک وقت شرارتی اور معنی خیز تھیں۔

"ورنہ کیا کر لوں گی میں...... یہی پوچھ رہے ہیں آپ؟" مونا نے ایک بار تصدیق کرنے کے لیے پوچھا۔

مسکراتے ہوئے محتشم سمیت سب نے اونچی آواز میں "ہاں" کہا۔

"اچھا ٹھیک...... چلو شروع کرتے ہیں پھر۔ پری میرا موبائل دینا۔"

پاس کھڑی پریشے نے موبائل اس کو دیا۔

مونا نے موبائل کھولا۔ سب خاموش تھے۔

"یہ دیکھیں، یہ ہے محتشم فرقان۔ جو کہ مائیکل جیکسن کی ٹکر کا ڈانس کر رہے ہیں۔" (محتشم کا رنگ فوراً سرخ ہوا)۔

"تو یہ رہی پیشکش۔ پہلی بار ہاں کرنے پر آپ کو صرف پانچ ہزار جرمانہ دینا پڑے گا اور ہر بار مزاحمت کرنے پر یہ جرمانہ ڈبل ہوتا جائے گا۔"

مونا محتشم کے سامنے کھڑی ہوئی، دلکشی سے مسکرائی۔ میں مونا ہوں، سمجھے؟

محتشم نے فوراً اس کا موبائل اچک لیا اور ویڈیو

www.pklibrary.com

ڈیلیٹ کر دی۔ مونا نے مسکراتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ پیچھے کھڑی فضا اور کنزہ نے اپنے اپنے موبائل آگے کیے...... محتشم کا رنگ ایک بار پھر سے اڑا۔

"اب شرافت سے دس ہزار روپے نکالو۔ ورنہ میں یہ عتیق کو واٹس ایپ کر رہی ہوں...... وہ فیس بک پر اپلوڈ کر کے آپ کو ٹیگ کرے گا۔ ٹھیک۔ تو یہ رہی ڈیل، دس ہزار روپے۔" اب سب کے سب قہقہے لگا کر ہنس رہے تھے۔

محتشم نے دس ہزار روپے نکالے، اس کو تھمائے اور اٹھ کر پنڈال سے واک آؤٹ کر گیا......

سب نے اس کی تقلید میں ہزار ہزار روپے نکال کر مونا کو دیے۔

"اب آپ بھی دے رہے ہیں دولہے بھیا۔" مونا نے استفسار کیا۔

اور معظم سمجھ گیا کہ مونا کے پاس اس کا بھی ایک "خطرناک راز" ہے، اگر اس نے بتا دیا تو......؟ اس نے فوراً پیسے تھما دیے......

☆☆☆

رخصتی بھی خیر سے ہوگئی۔ سب کی آنکھوں میں آنسو دیتی، بابل کا آنگن سونا کرتی، انا پیا دیس سدھار گئی۔

رات کے گیارہ بجے وہ بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے پاس ہانیہ، فضا بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایسے میں دروازے پر دستک ہوئی اور فضا اور ہانیہ باہر نکلیں۔ کچھ دیر بعد معظم داخل ہوا۔ اس کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔

کچھ دیر بعد وہ اس کے سامنے بیٹھا۔ دونوں اگرچہ بچپن سے ایک دوسرے سے بے تحاشا باتیں کرتے چلے آئے تھے لیکن پھر بھی جانے کیوں اب دونوں کے گلے سوکھ رہے تھے۔

دفعتاً وہ کھنکارا تو اسی کے ساتھ انا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اچھی لگ رہی ہو...... لیکن ......" تعریف کرتے ہوئے معظم رکا۔

اس نے خفگی سے دیکھا، یہ کیسی تعریف ہے جس میں 'لیکن' ہے۔

"لیکن کیا؟" اس کی ساری شرم ایک دم اڑنچھو ہوگئی۔

"لیکن یہ گال اتنے سرخ کیوں ہو رہے ہیں؟" یہ کہہ کر وہ ہنسا، انا نے ہونٹ بھینچ کر اس کو دیکھا مطلب کیا اس حالت میں بھی اس کو ہنسی مذاق سوجھ رہا تھا...... چچ...... سوا میچور!

"سرخی پاؤڈر کا سنا ہے کبھی؟"

"ہاں سنا تو ہے ...... لیکن اتنا تھوپا جاتا ہے، اس کا ہرگز نہیں پتا تھا۔" وہ پھر سے شریر ہوا۔

"ہاں، ہم تو تھوپتے ہیں کیونکہ یہ ہار و سنگار ہمارے لیے ہیں۔ آپ نے کس خوشی میں فیشل کروایا ہے؟" ابرو اچکاتے ہوئے اس نے پوچھا...... دونوں "کزنز" والے ٹون میں بول رہے تھے۔

"یہ ...... یہ تو آج کل ...... میرا مطلب ہے کہ ...... بھئی یہ محتشم نے کروایا ہے، بات ختم۔" اب ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہم بھی سوچ رہے تھے کہ یہ آپ کو کیسے خیال آیا۔ اینی وے، اچھے لگ رہے ہیں آپ!" انا نے بحث ختم کرنا چاہی۔

معظم نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیا نکالی۔ "یہ میری طرف سے......" پھر ڈبیا میں سے ایک خوب صورت انگوٹھی نکال کر پہناتے ہوئے کہنے لگا۔

"روایتی مردوں کی طرح میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ تم میری ماں کی عزت کرو گی، کیونکہ وہ مجھے پتا ہے کہ تم کتنا کرتی ہو۔ بس تم خوش رہنا، چاہے جیسے بھی حالات ہوں...... میں تمہارے ساتھ ہوں یا نہیں...... لیکن تم خوش رہنا۔"

اس نے ہاتھ کھینچا۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں...... ایسے

www.pklibrary.com

اچانک......" وہ تھوڑی خوف زدہ ہو کر اس کو سنجیدہ ہوتے دیکھ رہی تھی۔ جس میں آپ کا ساتھ نہیں، وہ خوشی کیسی؟

"بھئی...... تھوڑا میلو ڈرامہ کرنے میں کیا حرج ہے۔" وہ ہنسا۔

اس نے خفگی سے دیکھا...... پھر شرما کر نظریں جھکا لیں۔

☆☆☆

شادی کے بعد دعوتوں کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا اور زندگی معمول پر آ گئی۔

ایک خوب صورت سا گھر۔ دو پیارے، ایک دوسرے کو از حد چاہتے میاں بیوی۔ ایک ساس، ایک نند، ایک دیور جو کہ کچھ سالوں بعد اس کا بہنوئی بھی بن جائے گا۔ ایک پرفیکٹ زندگی، جو اس نے چاہی تھی۔

صبح سویرے وہ الارم کے ٹن ٹن پر اٹھتی۔ پورے ساڑھے پانچ بجے، نہ آگے نہ پیچھے۔ نماز پڑھ کر، ایک پارہ تلاوت کرتی اور پھر کچن میں جا کر ایک چولہے پر چائے چڑھا کر اور ایک پر پراٹھوں کے لیے توا رکھتی۔ جب معظم گھر آ جاتا نماز پڑھ کر...... تو تایا اور معظم کے لیے ناشتا نکال دیتی۔ کیونکہ دونوں نے جاب پر جانا ہوتا تھا۔

آج مونا اس کے گھر آئی ہوئی تھی لیکن اس کو یہ نہیں پتا تھا کہ محتشم بھی آنے والا ہے۔

مدحت اور مونا بیٹھے ہوئے، مونا کے موبائل پر معظم کی شادی کے تصاویر دیکھ رہی تھیں اور ہر ایک تصویر پر کمنٹس پاس کر رہی تھیں۔ انا کچن میں چائے بنا رہی تھی اور ساتھ میں موبائل پر معظم کے ساتھ میسجز پر باتیں بھی کر رہی تھی۔

"یہ دیکھو، نعیمہ پھپھو کے کارنامے۔ ویسے ان کو پتا چل گیا نا تو مجھے کچا چبا جائیں گی کہ میں نے ان کی یہ واردات پکڑ لی تھی۔" مونا نے ہنستے ہوئے مدحت کو تصویر دکھاتے ہوئے کہا۔

تصویر میں نعیمہ پھپھو ایک بڑے سے پتیلے میں ڈھیر سا قورمہ نکالے، کچن کے کیبنٹ میں رکھ رہی تھیں اور پیچھے مڑ کر تصدیق کرنے کے لیے دیکھ رہی تھیں کہ کسی نے پکڑ تو نہیں لی ان کی چوری۔ پیچھے تائی نے موبائل پر سر جھکا کر دیکھا۔

"مجھ سے تو شکوہ کر رہی تھی کہ فہمی سب کچھ اپنے میکے بھجوا دیا اور ہمیں کیا ملا......لوگوں سے بچا ہوا قورمہ اور تھوڑے سے چاول۔ یہ پھر سے کسی کے سامنے یہ کہے میں یہ تصویر دکھا دوں گی۔" فہمی تائی کو ایک دم غصہ چڑھا۔ مونا نے جلدی سے موبائل بند کیا۔

"پلیز تائی، یہ مت کہیے گا۔ ابو کو پتا چل گیا تو مجھ سے موبائل، لیپ ٹاپ سب کچھ چھین لیں گے۔"

"چلو نہیں بتاتی میں۔ محتشم آیا نہیں ابھی۔ اس کی دو ہفتے کی چھٹی ہے۔ تم سب گھومنے کا پروگرام بنا لو۔ یہ ہنی مون ونی مون ہمارے خاندان میں ہوتا تو نہیں اس لیے تم سب بھی چلے جانا اسی بہانے ایک ساتھ۔" فہمی تائی نے مسکرا کر سب کو "سرپرائز پلان" پہلے سے ہی بتا دیا۔

دونوں نے خوشی سے چیخ ماری۔

انا بھی ان کے چیخ پر دوڑتی چلی آئی۔

"اوہ! ڈرا دیا۔ میں سمجھی تم دونوں میں کسی کو بجلی نے پکڑ لیا۔"

"ہم مری جا رہے ہیں۔" دونوں نے پھر سے بچوں کی طرح جوش میں آ کر چیختے ہوئے اس کو بتایا۔

"ہمارے ساتھ جانے کے بہانے آپ دونوں میاں بیوی ہنی مون بھی منا لیں گے......!!"

انا نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا...... کیونکہ یہ اسی کا تو بنایا پلان تھا۔

☆☆☆

آج وہ صبح وہ لیٹ اٹھی، کچھ دنوں سے اس کی طبیعت خراب تھی۔ لیکن وہ نظر انداز کرتی رہی۔ اس کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی۔ صبح ہلکا ہلکا بخار تھا پھر بنا کوئی کام کیے اتنی تھکن تھی۔

www.pklibrary.com

فہمی تائی اس کو فوراً ڈاکٹر کے پاس لے گئیں۔

پھر جب وہ ڈاکٹر کے یہاں سے ہو کر آئیں تو معظم بھی آیا ہوا تھا اور تشویش سے اس کا حال پوچھ رہا تھا۔ مدحت اور مونا نے بتایا تھا انا کو کمزوری سے چکر آ رہے تھے۔ اس کا دھیان کسی اور جانب گیا ہی نہیں۔ پھر اس کو مسکراتے، شرماتے ہوئے دیکھا تو سمجھ گیا۔

سارے خاندان میں یہ بات پھیل گئی۔ تائی اٹھتے بیٹھتے نعیمہ پھپھو کو کوستی رہتیں۔

"پتا نہیں اس کو مجھ سے کیا دشمنی ہے، ہر بار کوئی نہ کوئی شوشا چھوڑ دیتی ہے۔ پتا بھی ہے کتنی جلد نظر لگ جاتی ہے۔ کہ بھئی شازیہ (نعیمہ کی نند) کی بہو کے سات ماہ ہو گئے اور ابھی کچھ نہیں ہے اور معظم کی دلہن پہلے ماہ ہی......"

"امی! آپ بلاوجہ کیوں اپنا بی پی ہائی کرتی رہتی ہیں۔ وہ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہتی ہے۔ سورۃ الناس اور سورۃ الفلق کا ورد کرتی ہے اس پر کسی کی بھی بری نظر نہیں لگے گی ان شاء اللہ۔ الٹا آپ کے دماغ کی رگ پھٹ جائے گی۔" مدحت ہر بار ان کو دلاسا دیتی، لیکن اکثر کوئی ایسا جملہ کہہ جاتی کہ تائی جن کا بلڈ پریشر ویسے بھی چڑھا ہوتا تھا اور زیادہ شوٹ کر جاتا تھا۔

اس سے پہلے کہ تائی کی اڑتی ہوئی چپل اس کے پیچھے آتی وہ اٹھ کر اندر چلی جاتی۔ تائی کا موڈ خراب ہو جاتا، برقع لے کر گھر سے باہر نکل جاتیں۔ ......کبھی شمائلہ کے گھر، کبھی کسی چاچا کے گھر۔

مدحت اور تائی کوئی روایتی ساس اور نند نہیں تھیں، وہ باپ کے گھر سے بیاہ کر، تایا جیسے باپ کے گھر آئی تھی۔

صبح نماز پڑھ کر سو جاتی تھی پتا نہیں یہ مارننگ سیکنس اس کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ رہی تھی۔ اس دن نعیمہ پھپھو آئی ہوئی تھیں، تائی قرآن مجید کی تلاوت ختم کر کے اٹھ ہی رہی تھیں کہ پھپھو آ گئیں۔ قرآن مجید شیلف پر رکھ کر، وہ باہر صحن میں بچھائی گئی چارپائیوں کی طرف آئیں۔ پھپھو کا ارادہ تو ویسے سن گن لینے کا تھا، لیکن تائی کا حال پوچھنے لگیں۔

"شمائلہ آئی تھی کل ...... بتا رہی تھی کہ تمہاری شوگر کافی بڑھ گئی ہے...... میں نے بھی ہنس کر کہا کہ بھئی یکے بعد دیگرے جو خوشیاں مل رہی ہیں فہمی کو، میٹھا کھا کھا کر تو شوگر بڑھنا ہی تھی۔"

تائی نے جبراً مسکرا کہا۔ "ہائے نعیمہ، ماشاء اللہ تو ساتھ کہا کرو۔"

"ماشاء اللہ...... بھئی ماشاء اللہ، اب میں نے اپنے جان سے پیارے بھتیجے کو نظر تھوڑی لگا دینی ہے۔ انا کہاں ہے؟ ماں کے گھر تو نہیں دکھی۔" نعیمہ کا ارادہ بھانپ گئیں تائی۔

نعیمہ پھپھو کی آنکھیں کسی الٹرا ساؤنڈ مشین سے کم نہیں تھیں۔ چاچی کا بیٹا ہونے سے پہلے، انہوں نے بتا دیا کہ ان کا بیٹا ہوگا۔ کبھی کسی علامت سے اندازہ لگا لیتیں اور کبھی کسی علامت سے۔ اور ہر بار ان کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوتی تھی۔

"سو رہی ہے، ایک تو آج کل کی لڑکیاں بھی یا، اتنی کمزور...... ایک ہمارے زمانے کی لڑکیاں تھیں۔ یاد ہے جب ناظم کے وقت تم کیسے بھاری بھاری کام کرتی تھیں۔ اور پھر بھی تمہیں کچھ نہیں ہوا اور ناظم بھی ماشاء اللہ صحت مند اور ہٹا کٹا پیدا ہو گیا۔" مسکراتے ہوئے تائی اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھیں۔

نعیمہ پھپھو بھی فہمی تائی کی باتوں میں پنہاں طنز بھانپ گئیں۔ اسی وقت انا بھی باہر کمرے سے نکلی۔ مدحت اوپر الگنی سے کپڑے اتار رہی تھی۔

پھپھو کو سلام کرتی وہ کچن میں چلی گئی۔ ان کے لیے دو کپ چائے بنا کر لائی۔

چائے پیتے ہوئے نعیمہ کی نظریں انا پر جمی تھیں، تائی نے انا کو کسی کام سے کچن بھیج دیا تاکہ ان کی بری نظروں سے بچ سکیں۔

☆☆☆

اس کا پانچواں مہینہ شروع ہو چکا تھا۔

www.pklibrary.com

رات کے نو بج رہے تھے۔ امی انا کے ساتھ ہاسپٹل گئی ہوئی تھیں۔ مونا کچن میں کھڑی برتن رکھ رہی تھی۔ عتیق اوپر جا رہا تھا اور ابو بیٹھے پری سے باتیں کر رہے تھے کہ ایسے میں دروازہ کھول کر آتی پھولی سانسوں کے ساتھ مدحت چیخی۔

"مبارک ہو چاچا...... آپ نانا بن گئے۔"

کچھ دیر بعد، سب تایا کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاب اور شہاب دونوں سب کے گھروں میں خوش خبری سنانے چلے گئے تھے۔ جب لوٹ کر آئے تو دونوں کے ہاتھوں میں تین چار ہزار جمع ہو چکے تھے۔

مدحت محتشم کو فون کر رہی تھی، لیکن اس کا فون مصروف تھا۔ سامنے دیکھا تو مونا کے موبائل سے پری پہلے ہی اس کو فون کر چکی تھی۔

"جی، جی...... محتشم بھائی، آپ چاچو بن گئے...... اررے، قسم اللہ پاک کی...... میں جھوٹ کیوں بولوں گی؟ آپ نے مجھے اب خوش خبری کے پیسے دینے ہیں۔ ٹھیک......!"

اسی دوران مدحت کو معظم بھائی کی کال آگئی۔

"کس پر گئی ہے؟ خوب صورت ہے؟ مجھے جلدی تصویر واٹس ایپ کریں۔" مدحت نے سلام دعا کیے بغیر کئی سوال ایک ساتھ کر دیے۔

"مبارک باد تو دو پہلے......!" معظم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں بھئی، مبارک ہو۔ اب بتائیں۔"

"ناک تو تمہاری طرح ہے...... اور آنکھیں بھی تمہاری طرح...... ہونٹ تو ہو بہو تمہاری کاپی ہیں اور...... اور مجھے تو اچھی نہیں لگی تمہاری طرح......!!"

معظم کا لہجہ صاف بتا رہا تھا کہ وہ مذاق کے موڈ میں تھا۔ اس نے فون کاٹ دیا۔

مدحت مسکرائی۔ "مطلب میری طرح خوب صورت ہے۔"

رات آنکھوں میں کٹی سب کی، کسی کو بھی خوشی کے مارے نیند نہیں آ رہی تھی۔ صبح آٹھ بجے محتشم بھی حاضر تھا۔

شمائلہ بجو بتا رہی تھیں کہ جب انا لیبر روم میں تھی تو باہر تائی اور چاچی روئے جا رہی تھیں...... ایک تیز طرار، اونچی آواز والی خالہ ان پر چیخیں کہ بیبیوں حوصلہ دینے آئی ہو، یا حوصلہ کم کرنے؟

صبح گیارہ بجے وہ آ گئے۔ ان کے آنے سے پہلے تینوں چاچیاں، فضیلت پھپھو اور نعیمہ پھپھو حاضر تھیں۔ نعیمہ پھپھو کا اندازہ اس بار بھی صحیح ہو گیا تھا، اسی لیے شوق سے بتا رہی تھیں۔

"بھئی میں تو کہہ چکی تھی کہ جس رغبت سے یہ چائے پیتی ہے تو پکا بیٹی ہونی ہے۔ مجھے بھی زونیرہ کے وقت چائے بہت پسند تھی اور ناظم کے وقت قہوہ۔ میں نے تو صاف کہہ دیا فہمی کو کہ پوتی ہوگی۔ اوپر سے یہ مجھ سے خفا ہو گئی کہ پوتے کا کیوں نہیں کہا۔ بھئی میں نجومی تھوڑی ہوں، بس علامات دیکھ کر بتا دیا۔"

اندر مدحت اور مونا انا سے باتیں کیے جا رہی تھیں۔

"معظم بھائی تو پہلے ہی مجھ سے کہہ چکے تھے کہ اگر بیٹا ہوا تو فارس اور بیٹی ہوئی تو خوش بخت نام رکھوں گا۔ مطلب تمہارا وہ 'تالیہ' کا ڈریم بیم گیا۔" مونا اس کو یاد دلا رہی تھی۔

وہ مسکرائی۔ "خوش بخت بھی تو کافی پیارا نام ہے!"

☆☆☆

زندگی ایک دم سے بدل گئی...... بالکل ایک دم ہی......

ایک نیا رشتہ تھا۔ پیار کا، ممتا کا۔ اس کو لگ رہا تھا جیسے اس نے ساری زندگی خوش بخت کے ساتھ گزاردی ہو۔ شمائلہ بجو کے بچے بھی تھے لیکن وہ دوسرے گھر میں تھیں اس لیے سب نے وہ تجربہ نہیں کیا جو اب کر رہے تھے۔ نوزائیدہ بچے کی دیکھ بھال سب سے زیادہ مشکل کام ہوتا ہے۔ جب بھی کچھ ہو جاتا تھا تو مدحت جلدی سے چاچی وغیرہ کو بلا لیتی تھی اور

www.pklibrary.com

پھر امی پر غصہ ہوتی تھی۔

"آپ واحد دادی ہیں جن کو کچھ نہیں آتا ہوگا۔ نہ ہی تیل لگانا، نہ یہ معلوم ہے کہ کب کیا کرنا ہے کب کیا نہیں کرنا۔ پتا نہیں ہمیں کیسے پال لیا۔ اب یہ ڈائپر تو پہنا سکتی ہے نا یا امینہ چاچی کو بلا کر لاؤں؟"

تائی سر کھجاتے ہوئے کہتیں۔ "بھئی ہم نے پال لیے بس پال لیے۔ اب بیس تیس سال ہو گئے۔ نہیں یاد کچھ بھی مجھے تو کیا کروں؟"

مدحت ناک سکیڑ کر تاسف سے دیکھتی۔

مدحت اس کے پاس سوتی تھی۔ نوازئیدہ بچہ کے ساتھ تو نیندیں حرام کر نی پڑتی ہیں۔ رات کو مدحت لیپ ٹاپ پر انا کے جمع کیے گئے کورین ڈرامے دیکھتی تھی اور جیسے خوشی کی ریں ریں شروع ہو جاتی تھی تو تھکی ہاری انا کو اٹھا دیتی اور وہ فیڈ کروا دیتی تھی۔

معظم کو بھی اس نئے احساس نے ایک نئے جہاں کے درشن کروا دیے تھے۔ وہ گھنٹوں خوشی کے پاس بیٹھا ہوتا تھا اور اس کو تکے جاتا تھا وہ جوابھی مسکرا بھی نہیں سکتی تھی، باپ کو تکے جاتی۔

"عقیقہ کب کر رہے ہو؟" شمائلہ بجو نے معظم سے پوچھا۔

شمائلہ بجو آئی تھیں لیکن بچوں کو لے کر نہیں آئی تھیں۔ اتوار کے دن وہ اپنے باپ کے ساتھ گھومنے گئے تھے۔

"میں تو مدرسے میں پیسے دینا چاہ رہا تھا لیکن امی کہہ رہی تھیں کہ عقیقہ تو ہوگا۔" مسکرا کر اس نے امی کی سختی سے کہی گئی بات بتا دی تھی۔

اسی وقت تھی تائی بھی کمرے میں داخل ہوئیں۔

"کیوں نہ کروں میں عقیقہ۔ پہلی پوتی ہے میری۔ تمہاری دادی کہتی تھیں کہ پہلے بیٹی ہو یا بیٹا اس پر سارے ارمان نکالنے چاہئیں۔ اور یہ جو اتنے سارے لوگوں کے عقیقوں میں پیسے دیے ہیں، تحفے دیے۔ اب ان کے لینے کا وقت آ گیا تو میں عقیقہ ہی نہ کروں۔ یاد ہے نعیمہ کے بھی بچوں پر میں نے خوب پیسے اڑائے۔ امینہ کے بیٹے پر تو سونے کی انگوٹھی بھی دی تھی۔" انہوں نے سارا حساب کر رکھا تھا۔

"ہاں تو کر لیں کون سا میں نے منع کیا ہے۔" معظم ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا کہ امی کے چہرے کے زاویے بہت مزاحیہ دکھ رہے تھے۔

"اور وہ جو رات کو باپ کے کان بھر رہے تھے؟ وہ...... کہ ابو دنیا کے دکھاوے کے لیے کر رہے ہیں سب یہ۔ اتنا خرچا کریں گے اور پھر بھی کوئی نہ کوئی خفا ہو کر چلا جائے گا۔" تائی اس کی نقل اتارتے ہوئے کل کی بات دہرانے لگیں۔

وہ قہقہہ لگانے لگا، شمائلہ بجو بھی ہنس رہی تھیں۔

"ہاں تو غلط تھوڑی کہا ہے میں نے؟ کیا ضرورت ہے اتنا خرچا کرنے کی۔"

"اٹھو اور دہی لاؤ......!" امی نے بحث ختم کی اور اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔

اس کے چہرے سے آن کی آن میں مسکراہٹ غائب اور ناک بھوں چڑھا کر، ناک سکیڑ کر، پاؤں پٹختا چلا گیا۔ پیچھے دونوں ماں بیٹی ہنستی رہیں۔

جب وہ دہی لے کر آیا تو سب خوشی کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور سب اس بحث میں مشغول تھے کہ یہ ننھی گڑیا کس پر گئی تھی؟ ناک، کان، ہونٹ، آنکھ...... سبھی پر سیر حاصل گفتگو ہو رہی تھی۔

☆☆☆

زندگی ایک خوب صورت رہگزر پر گامزن تھی۔ ایک سیدھ میں چلتی ٹرین جیسی۔ سب کچھ معمول کے مطابق تھا۔ عقیقہ بھی خیر سے ہو گیا، محتشم کی گریجویشن بھی مکمل ہو گئی اور اس کو خوش قسمتی سے نوکری جلدی مل گئی تھی۔ تائی چاہ رہی تھیں کہ اب مونا کے اس سمسٹر کے پیپرز ہونے کے بعد وہ اس کو بھی جلدی بیاہ کر لے آئیں۔

انہوں نے نعیمہ پھپھو کے بیٹے کے لیے بھی ہاں کہہ دی تھی۔ لیکن مدحت کی شادی میں ابھی وقت

www.pklibrary.com

تھا کہ ناظم کینیڈا پی ایچ ڈی کرنے چلا گیا تھا اب اس کے آنے کے بعد ہی ان کی شادی ہونا تھی۔

خوشی چھ ماہ کی ہو گئی، اب وہ کھل کر روتی بھی تھی اور کبھی کبھی کرتی ہنستی بھی تھی۔

جنوری کی سرد شام تھی۔ ہوا سرد اور خشک تھی۔ وہ امی کے گھر سے واپس آ رہی تھی۔ کہ راستے میں معظم مل گیا، وہ بھی جاب سے لوٹ کر آ رہا تھا۔ انا سے خوشی کو اپنی گود میں لے لیا لیکن انا نے جلدی ہی واپس لے لی۔

''تائی کہتی ہیں کہ شام کو بچے کو چھپانا چاہیے۔'' خوشی کو چادر میں چھپاتے ہوئے اس نے وجہ بتائی۔

''کیوں بھلا؟''

''یہ تائی سے پوچھ لینا۔''

''امی اور تائی کی پرانی باتیں۔''

گھر تک پہنچتے ہوئے خوشی سو چکی تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ گھر میں داخل ہوئے تو موڑھے کو لر بھرتی مدحت نے سلام سے پہلے ہی اس کو چھیڑا۔

''گھر آنے سے پہلے ہی سسرال میں حاضری دے آئے...... واہ بھئی۔''

''ہاں تو کیا تمہارے سسرال چلا جاتا، جہاں تمہاری ساس مجھے صرف باتوں پر ٹرخاتی رہتیں؟''

انا دونوں بہن بھائی کو لڑتا چھوڑ کر اندر چلی گئی۔ خوشی کو بے بی کاٹ میں لٹایا۔

معظم کمرے میں آیا، اس کو پیار کیا۔

''انا...... میں کل دوستوں کے ساتھ جا رہا ہوں۔ میرا تو خود بھی دل نہیں ہے، لیکن وہ اتنا انسسٹ کر رہے ہیں۔'' معظم انا کو بتانے لگا۔

''پوچھ رہے ہیں...... یا بتا رہے ہیں؟'' اس نے ہنس کر پوچھا۔

''دونوں ہی سمجھو۔''

''چلے جائیں، اگر وہ اتنا کہہ رہے ہیں۔ ویسے میں اور مدحت نے سوچا تھا کہ ہم کل کسی اچھے ریسٹورنٹ جائیں گے کھانا کھانے...... اتنے دنوں سے پلان کر رہے تھے......''

''ہاں تو ہم رات کو چلے جائیں گے نا۔ اگر میں لیٹ نہ ہوا تو......'' مسکراتے ہوئے آفر کی اور اندر چینج کرنے چلا گیا۔

صبح وہ اٹھ کر خوشی کو گود میں لیے اس سے باتیں کر رہا تھا۔ انا اور مدحت معمول کے کاموں میں لگی تھیں اور فہمی تائی محتشم کے ساتھ پھر سے کسی خالہ کے گھر جا چکی تھیں۔ خوشی اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہنستی جا رہی تھی۔ وہ کلک کلک کرتا، اس کی ڈھیر ساری تصاویر لیے جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس کے دوست وغیرہ اس کے گھر کے سامنے کھڑے تھے۔

''ارے، میں تو ابھی تیار بھی نہیں ہوا ہوں اور یہ ویلے آگئے......'' خوشی کو جلدی سے بے بی کاٹ میں رکھتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔ باہر نکل کر دیکھا تو سب تیار کھڑے ہوئے تھے۔ اس کو آتا دیکھ عظیم نے پوچھا۔

''تم ابھی تیار نہیں ہوئے ہو؟ یا تمہارا جانے کا دل نہیں کر رہا۔''

''واللہ، جانے کا تو بالکل دل نہیں کر رہا...... لیکن......''

''لیکن ویکن چھوڑو اور جلدی سے تیار ہو جاؤ۔'' زبیر آگے بڑھ کر اس کو اندر دھکیلنے لگا۔

''چھوڑو، اگر دل نہیں کر رہا ہے اس کا تو خیر ہے، ہم پھر چلے جائیں گے۔'' عظیم نے اس کے چہرے پر چھائی پژمردگی دیکھ کر کہا۔

وہ مسکرایا اور ''آتا ہوں'' کہہ کر اندر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ تیار ہو کر باہر ان کے سامنے کھڑا تھا۔

☆☆☆

''میری پیاری گڑیا...... میری خوشی...... خوش بخت!''

انا دوپہر کا کھانا بنا کر کمرے میں آئی، خوشی سو رہی تھی، تائی اس کے پاس بیٹھے ہوئے اس کو جھولے دے رہی تھیں۔ اس نے موبائل نکال کر دیکھا تو معظم نے اسٹیٹس لگایا ہوا تھا واٹس ایپ پر۔

www.pklibrary.com

آج ہی خوشی کی لی گئی تصویر تھی اور ساتھ میں اس پہ کیپشن ڈالا ہوا تھا اس کے ساتھ اپنی آؤٹنگ کی نئی تصویر ڈالی ہوئی۔ جس میں وہ مسکرا کر سیلفی لے رہا تھا۔

ان سے دور...... گاڑی میں بیٹھے ہوئے وہ چار دوست باتوں میں مشغول تھے۔ وہ ڈرائیور والی فرنٹ سیٹ میں بیٹھا تھا، عظیم گاڑی چلا رہا تھا اور پیچھے زبیر اور الیاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے اسٹیٹس جیسے ہی لگایا سب سے پہلے سین انا کی طرف سے آیا، وہ مسکرایا اور پھر خوشی کی تصویر دیکھنے لگا...... وہ مسکرا رہی تھی اور دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھی یوں جیسے کہہ رہی ہوں کہ مجھے گود میں اٹھاؤ۔ وہ مسکرا رہا تھا...... ایسے میں آن کی آن میں بادل چھا گئے اور بوندا باندی شروع ہوگئی......

سامنے سے تیزی سے آتا ٹرک دکھائی دے رہا تھا، ٹرک میں شاید ماربلز تھے۔ اور ٹرن لینے لگا دفعتاً پیچھے سے زبیر چیخا۔

''عظیم سامنے دیکھو...... سامنے...... سے......''

اس کی آواز بیچ میں رہ گئی اور تیزی سے آتا ٹرک ان کی گاڑی کے معظم کی سائیڈ سے ٹکرایا اور دوسری جانب سے ایک اور گاڑی معظم اور زبیر والی سائیڈ سے ٹکرائی...... معظم کے ہاتھ سے موبائل گرا اور آن کی آن کی ٹوٹے موبائل اسکرین جس پر ابھی بھی خوشی کی تصویر دکھائی دے رہی تھی۔ خوشی کی تصویر اس کے باپ کے خون سے چھپنے لگی......

باہر تڑتڑ بارش برس رہی تھی اور ارد گرد ٹائروں کی چرچراہٹ، لوگوں کا شور ایک دم اٹھا ان کے گرد لوگ جمع ہو رہے تھے۔

معظم کا ذہن کسی تاریکی میں ڈوب رہا تھا......

اس کا دل ڈوب رہا تھا...... یوں جیسے کسی نے اس کے دل میں نوکیلا خنجر گھونپ دیا ہو...... اس نے بند ہوتی آنکھوں سے دیکھا تو...... وہ ننگے پاؤں دوڑ رہا تھا...... پیچھے امی اس کو بلا رہی تھیں...... وہ پھر تپتی دوپہر میں باہر کھیلنے جا رہا تھا......

پھر اس نے مدحت اور محتشم کے ساتھ خود کو کھیلتے دیکھا...... جو اس کو بال کروا رہے تھے اور وہ بار بار آؤٹ ہو رہا تھا اور بیٹنگ نہیں کر پا رہا تھا...... اس نے دیکھا کہ انا سے کہہ رہا تھا کہ وہ وہ رہے نہ رہے لیکن وہ خوش رہے......

اس نے یہ بھی دیکھا کہ ہاسپٹل میں کوئی اس کو کہہ رہا تھا کہ اس کی بیٹی ہوئی ہے...... پیاری سی گڑیا......

ڈوبتے دل، چھاتے اندھیرے میں اس نے آخری بار دیکھا کہ وہ اندر کسی جگہ ہے...... اس کے گرد ماسک لگائے لوگ کھڑے ہیں...... پھر اس کا ذہن ڈوبنے لگا۔

وہ خوشی پر جھکا اس کے گال چوم رہا ہے...... خوشی کھلکھلا رہی ہے...... اس کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔

☆☆☆

انا تائی کے کمرے میں دسترخوان لگوا رہی تھی۔ تایا نماز پڑھ کر آ رہے تھے، اسی دوران تائی اور محتشم بھی آ گئے۔ ہاتھ میں ڈش لیے مدحت نے ماں سے پوچھا۔

''خالہ نے کھانے پر ٹھہرایا نہیں کیا؟''

''اتنا اصرار کر رہی تھی لیکن جانے کیوں میرا دل آج اتنا اداس کیوں ہے، وحشت سی ہو رہی تھی ان کے گھر اس لیے فوراً چلی آئی۔'' تائی کے چہرے پر پژمردگی چھائی ہوئی تھی۔ مدحت نے ایسا دیکھا کہ جیسے کہہ رہی ہو کہ بہانے بنا رہی ہیں امی۔

دروازے سے وہاب کی ''آپی، آپی'' کی آواز آنے لگی۔ مدحت باہر نکلی، نکل کر پوچھا۔

''کیا ہوا؟''

باہر کسی نے وہاب کو کہہ دیا ہوگا کہ جا کر بتا دو کہ معظم کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے، جس نے بھی بتایا تھا وہ نہایت کم عقل انسان ہوگا، کہ بچے کو بتا دیا وہ فوراً ان کے گھر آ گیا۔

''مدحت باجی، وہ زبیر کا بھائی آیا تھا کہ معظم

www.pklibrary.com

بھائی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ ابھی وہ ہاسپٹل میں ہیں۔" ہاتھ میں ڈونگا پکڑے، مدحت کے پاؤں تلے زمین کھسک گئی، اس کے ہاتھ سے ڈونگا گرا اور ایک دلخراش چیخ نکلی۔ آن کی آن میں سارے گھر میں یہ خبر پھیل گئی۔ محتشم نے ماں کو سنبھالا۔

"امی! کچھ نہیں ہوا ہے...... صبر کریں، دعا کریں۔"

وہ دھڑکتے دل سے ماں کو ٹوٹا پھوٹا حوصلہ دے رہا تھا اور سب کو فون کر کے اطلاع بھی دے رہا تھا۔

"امی مجھے ہسپتال جانا ہے...... امی...... معظم......" سیما آئیں تو وہ روتے ہوئے ان سے التجا کر رہی تھی۔

مونا پیچھے کھڑی روتی ہوئی خوشی کو سہلا رہی تھی، جس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اس کا باپ موت اور زندگی کی جنگ لڑ رہا ہے۔ عادل چاچا آئے ان کی حالت بھی بگڑی ہوئی تھی۔

"سب دعا کریں۔ آئی سی یو میں ہے وہ......"

سب نے مدرسے کی بچوں کی طرح تقلید کی، اٹھے اور قرآن اٹھا کر تلاوت کرنے لگے، نوافل پڑھنے لگے۔ تائی باہر صحن میں بس آسمان کو دیکھے جا رہی تھیں۔ جبکہ انا روتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی اس کو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ کیا پڑھنا ہے اس کو اس حالت میں۔ اس کی رواں دواں زندگی میں طوفان کیسے دبے پاؤں آیا اس کو پتا بھی نہیں چلا۔

اسد چاچا محتشم کو فون ملا رہے تھے، عادل چاچا محلے کے حاجی عزیز صاحب سے کہہ رہے تھے کہ اس کی حالت بہت سریس ہے، اور زبیر کی...... باقی دو کو تھوڑی سی خراشیں آئی ہیں۔ اسد چاچا نے عادل کو بلایا اور کہا۔

"میں نے اظہار (پڑوسی) سے پوچھا ہے، اس کی وہیں ڈیوٹی ہوتی ہے، اس نے بتایا کہ معظم آئی سی یو میں داخل ہوتے ہی دم توڑ چکا تھا۔" سوکھے گلے اور بھری ہوئی آنکھوں سے وہ اس بھتیجے کی موت کی خبر سنا رہے تھے جوان کی گود میں پلا بڑھا تھا۔

حقیقت بھی کتنی اذیت ناک ہوتی ہے، یوں دبے پاؤں مسلط ہو جاتی ہے اور پھر ہر وقت یہ باور کراتی ہے کہ میں ہوں، مجھے مان لو...... اذیت بھی دیتی ہے اس کے باوجود بھی......

یہ حقیقت ان پر مسلط ہو گئی۔ گھر میں ابھی کوئی نہیں گیا تھا، جب قیوم نے اسد کو بتایا کہ گھر میں اطلاع کر دو تو تب ہی عادل چاچا اندر چلے گئے، ان کو آتا دیکھ کر مدحت فوراً اٹھی اور ان کے پاس گئی۔ اس کی حالت اور معظم کی موت نے چاچا کو بھی اتنا ہلا کر رکھ دیا تھا کہ جب سب کی روتی آنکھیں ان کی جانب اٹھیں تو وہ اپنا ضبط کھو بیٹھے اور رونے لگے۔ مدحت چیخی...... سب باہر صحن میں آ گئے......

تھوڑی دیر میں سب کو خبر ہو گئی تھی کہ معظم اس دنیا میں نہیں رہا۔

آدھے گھنٹے بعد...... صحن کے عین بیچ میں...... چارپائی پر میت رکھی گئی جو کچھ ہی گھنٹوں اپنی بیٹی کی تصویر دیکھ کر مسکرا رہا تھا، وہ اس دنیا سے یہ کہتے چلا گیا کہ اس دل میں بہت درد ہو رہا ہے......

چارپائی کے بازو کے ساتھ زمین پر بھی تائی بیٹھی تھیں ان کی آنکھیں خشک تھیں...... بالکل خشک...... یوں جیسے ان کی آنکھوں میں آنسو سوکھ گئے ہوں۔ انا بار بار بے ہوش ہو رہی تھی اور جیسے ہی ہوش میں آتی، امی کے گلے لگتی اور روتے ہوئے کہتی......

"امی بہت مشکل ہے یہ...... مجھ سے نہیں ہوگا صبر۔"

موت ایک ایسی سچائی ہے، جس پر کوئی جھوٹ حاوی نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆

آج رسم قل بھی ہو گئی۔ انا کو نیند کی گولیاں دی گئی تھیں۔ وہ دو دن سے بالکل نہیں سوئی تھی۔ خوشی کو مونا سنبھال رہی تھی۔ تائی چپ تھیں اور جو بھی تعزیت کرنے آتا وہ ان کے سامنے بیٹھے ہوئے بس

www.pklibrary.com

خاموشی سے ان کو دیکھتیں، سنتیں۔
ایک اچھی خاصی روٹین میں چلتی زندگی کو ایسا دھچکا لگا کہ اب اس روٹین کے لیے کئی برس درکار ہوں گے۔ رسم قل بھی ہو گیا اور پھر چالیسواں بھی۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی یادیں اور پختہ ہوتی جارہی تھی۔

☆☆☆

دکھ بہروپ تھا...... ہر دفعہ ایک نئے روپ میں اس پر حاوی رہتا......
ڈپریشن، بے خوابی اتنی بڑھ گئی کہ تائی نے اس کی گرتی صحت پر پہلے تو تنہائی میں خوب آنسو بہائے، پھر اس کو ڈانٹا کہ خود کا خیال رکھے نہ رکھے، خوشی کی خاطر اپنا خیال رکھے۔ وہ رو دی تھی۔
''مجھ سے بھولتا نہیں تائی، وہ میرے خیالوں پر قابض ہے ابھی بھی۔ جب جب اس کی خون میں لت پت تصویر دیکھتی ہوں (کسی جاننے والے فیس بک پر اپلوڈ کر دی تھی ایکسیڈنٹ کی تصویر) میری حالت، حالت نزع جیسی ہو جاتی ہے۔''
تائی صابر دکھنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھیں، مدحت کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔ دوسری طرف محتشم کو جیسے چپ نے آن لیا تھا، اس کو سمجھ میں ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ حقیقت میں ہو رہا ہے...... یا وہ کوئی برا خواب دیکھ رہا ہے......
دن، شام رات کیسے گزر رہے تھے...... کسی کو بھی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ مونا، سیما بھی آجاتیں ان کے گھر۔ جوان بیوہ بیٹی کا دکھ سمندر سے زیادہ وسیع اور گہرا ہوتا ہے۔ جب انا کی عدت پوری ہو گئی، پھر خاندان میں گھر گھر تبصرے شروع ہو گئے...... انا اور محتشم کا نکاح......
عدت کے فوراً بعد فرقان قیوم کے گھر چلے گئے، اور نکاح کی بات کی اور ان کے ہر لفظ سے یہ ظاہر تھا کہ وہ کتنی ہمت مجتمع کر کے ایک ایک لفظ کہہ رہے ہیں۔
''انا میری بیٹی ہے اور مونا بھی...... مونا کا نصیب اللہ اور بھی بہتر کر دے گا۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ انا میرے گھر سے نکلے، وہ شادی نہ بھی کرے تو بھی مجھے قبول ہے...... لیکن میں چاہتا ہوں کہ انا اور محتشم کا سادگی سے نکاح ہو...... مونا کو بلاؤ...... اس سے ایک بار پوچھ لیتے ہیں۔'' تایا فرقان نے عتیق کو کہا۔
''اس کی کوئی ضرورت نہیں اگر محتشم کو قبول......'' قیوم صاحب کہنے لگے تو فرقان تایا نے ان کا جملہ بیچ میں کاٹ دیا۔
''ضرورت ہے...... بلاؤ۔''
ان کو معلوم تھا کہ وہ بنا ان تینوں کی اجازت کے بھی یہ نکاح کروا سکتے ہیں، لیکن وہ پھر بھی ان کی دل کی بات جاننا چاہتے ہیں۔ ایک منٹ بعد، مونا حاضر تھی۔ اس کے گود میں خوش بخت تھی جو ریں ریں کیے جارہی تھی۔ تایا نے اس سے پوچھ لیا۔
''تایا، آپ ان دونوں سے پوچھ لیں اگر وہ رضا مند ہیں تو مجھے کوئی اعتراض کیوں ہوگا؟ ہماری منگنی ہوئی ہے محض اور منگنیاں تو بہت سوں کی ٹوٹتی ہیں۔'' مونا کی آواز بہت مضبوط تھی یوں جیسے اس کو کوئی دکھ نہیں اس کی منگنی ٹوٹنے کا۔
دکھ اس کو واقعی بالکل بھی نہیں تھا، انا کی حالت کے سامنے اس کو اپنی محبت بے معنی لگ رہی تھی، وہ کم ظرف نہیں تھی اور نہ ہی بننا چاہتی تھی۔
اپنی بات کہہ کر، وہ کمرے سے باہر نکل گئی اور پھر خوش سے کھیلتے ہوئے اس کو یہ پتا چل گیا کہ اگلے جمعہ محتشم اور انا کا نکاح ہے...... اس خبر پر اس کا ردعمل بالکل سپاٹ تھا۔ وہ خود بھی اپنی کیفیات پر دم بخود تھی کہ وہ اتنی مضبوط کیسے ہو گئی تھی۔
نکاح کے روز کسی کو نہیں بلایا گیا، گھر کی بات گھر میں ہی رہی۔ انا معظم سے وہ اب انا محتشم ہو گئی۔

☆☆☆

''تمہاری چاچی نے ایک دعوت رکھی ہے ہمارے لیے، تم کل جلدی آنا، یہ دو دو جگہ پر پڑھانا

www.pklibrary.com

بند کر دو کیوں خود کو تھکا رہے ہو؟" فہمی تائی اپنے بیٹے کو ہر وقت خاموش اپنی ذات میں بند دیکھ کر دکھی ہو جاتی تھیں۔

"امی اس کی کیا ضرورت تھی؟" اس نے دوسری بات گول کر دی۔

"سیما بضد تھی، یوں بھی انا گھر سے بھی نہیں نکل رہی، عدت کے بعد بھی نہیں گئی ہے۔ اب تو نکاح کو بھی دو ہفتے ہو گئے ہیں۔" سیما چاچی کی دعوت کا اصل مقصد انا کو بلانا تھا۔

"چلیں...... پھر میں کہہ دیتا ہوں ان کو۔"

وہ کمرے میں گیا تو انا خوشی کے لیے فیڈر بنا رہی تھی، اس کا دوپٹا سر کا ہوا تھا اس نے جلدی سے دوپٹا صحیح کیا۔ وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا...... دونوں کے درمیان خاموشی کی ایک دبیز چادر حائل تھی۔

"چاچی نے رات کو دعوت رکھی ہے۔" اس نے ہمت کر کے کہہ دیا۔

"پتا ہے مجھے......" اس نے بنا اس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

محتشم نے نچلے ہونٹ کو دانتوں سے کاٹا، انگلیاں مروڑتے ہوئے اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ "آپ چلی جائیں" جیسے عام اور چھوٹے جملے میں آخر ایسا کیا رکھا ہوا ہے جو اس کے زبان پر آ ہی نہیں رہا ہے۔

"تم رات کو ٹیوشن پڑھانے جاؤ گے؟" انا نے اس کی مشکل آسان کر دی تھی۔

"جی نہیں، امی نے بھی کہا تھا۔"

"چلو، ٹھیک ہے۔ خوشی کے پاس بیٹھو، ذرا میں تب تک تمہارے لیے کپڑے پریس کر دیتی ہوں۔"

وہ خوشی کو چھوڑ کر، الماری سے اس کے کپڑے نکالنے لگی، بچپن سے لے کر وہ اس کو بھائی کی طرح سمجھتی آ رہی ہے۔ حالات کیا سے کیا ہو گئے۔ لیکن وہ اب بھی اس کو تم ہی کہتی تھی، محتشم اس کو آپ۔ دونوں کے درمیان ایک ان دیکھی دیوار حائل تھی۔ جیسے دونوں ہی پاٹنے کی چاہ نہیں رکھتے تھے۔ اس کی بھی یہ خواہش تھی کہ خوشی کو باپ کی کمی محسوس نہیں ہوا اور انا کو بھی...... بس یوں جیسے دونوں ہی خوشی کی خاطر اس رشتے میں بندھے ہوں۔

رات کو وہ سب چلے گئے، سیما نے خوب اہتمام کر رکھا تھا۔ ڈنر کرنے کے بعد، وہ خوشی کو گود میں لے کر اٹھنے لگی۔

"کہاں جا رہی ہو؟ ابھی تو کھانا کھایا ہے۔ جب سے آئی ہو، خاموش بیٹھی ہو۔" سیما کی آواز رندھ گئی، یہ ان کی بیٹی نہیں تھی...... زندگی کے ہر پل کو جینے والی، شوخ و چنچل...... اس کی آنکھوں تلے حلقے بھی گہرے ہو گئے تھے۔ وہ اپنی صحت کا خیال نہیں رکھ رہی ہے۔ تائی نے بتایا تھا۔ ابھی بھی معظم کے ذکر پر گھنٹوں روتی ہے......

"بس مجھے جانا ہے...... خوشی کے سونے وقت ہوا ہے، یہ تائی کے کمرے میں بھی نہیں سو پاتی ہے۔" اس نے جانے کی وجہ بتائی۔

"اچھا تھوڑی دیر تو ٹھہرو۔"

وہ رک گئی...... خوشی سو چکی تھی۔

مونا اندر کمرے میں بیٹھی تھی، اس کا لیپ ٹاپ بند تھا، اس کے سامنے لیز کے چپس بھی نہیں رکھے ہوئے تھے۔ اس کے سامنے پرانے مناظر گھوم رہے تھے۔ اس کا دل پھر سے اداسی کی گہرائیوں میں ڈوبنے لگا۔

مونا باہر آئی۔ "خوشی سو گئی ہے؟"

"ہاں۔"

"میری ایک دوست ہے، نگینہ۔ اس کے والد کا پرائیوٹ کالج ہے۔ ان کو زولوجی کی ٹیچر چاہیے تھی۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ سی وی بھیج دو۔ دھیان بھٹکے گا تمہارا۔" مونا کب سے سے اس بارے میں سوچ رہی تھی۔

"لیکن خوشی ابھی چھوٹی ہے، بہت۔"

"کیا چھوٹی ہے، ایک سال کی ہو جائے گی۔ تائی دیکھ لیں گی، اور فیڈر بنانا ہوتا ہے۔ ویسے بھی تم

www.pklibrary.com

زیادہ فیڈ نہیں کرتیں اس کو۔" مونا نے پکا ارادہ کرر کھا تھا اس کو کنوینس کرنے کا۔ "چلو میں محتشم سے پوچھتی ہوں

محتشم نے کیا کہنا تھا، وہ تو خود بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ خود کو مصروف رکھے، کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ اس کو انٹرویو کے لیے بلایا گیا اور اس کو وہ جاب مل بھی گئی۔ اگر چہ اس کا تجربہ نہیں تھا، لیکن مونا کی وجہ سے ہی یہ ممکن ہوا۔ وہ صبح اٹھتی، خوشی کو فیڈ کرتی، محتشم کو ناشتا دیتی اور پھر دونوں چلے جاتے تھے۔ محتشم اس کو پک اینڈ ڈراپ کرتا تھا محتشم کی شفٹ بھی مارننگ میں ہی تھی اسی لیے سب صحیح جا رہا تھا۔ دونوں کے درمیان ضرورت کے تحت ہی باتیں ہوتی تھیں۔ سب جیسے ہنسنا مسکرانا بھول گئے تھے، بس خوشی کو گود میں اٹھا کر ہی سب کے چہرے مسکراہٹ میں ڈھل جاتے تھے۔

پھر ان کی زندگی میں ایک بار پھر سے ہلچل مچ گئی۔ ملک میں لاک ڈاؤن چلنے شروع ہوئے، وہ سب بھی خوب احتیاط کرر ہے تھے، لیکن تایا کو ان چیزوں پر یقین نہیں تھا۔ وہ اپنے ایک دوست کی عیادت کرنے اسپتال چلے گئے، کچھ دنوں بعد ان کی حالت بگڑنے لگی۔ ان کو کرونا ہو چکا تھا لیکن وہ اس حالت میں بھی ماننے سے انکاری تھے۔ جب محتشم کے اصرار پر انہوں نے ٹیسٹ کروایا تو ان کا ٹیسٹ پازیٹو آ گیا۔ لیکن خدا نے ان پر کرم کرنا تھا سو کیا اور وہ جلد صحت یاب ہو گئے۔ کچھ دنوں بعد، محتشم کی حالت بھی ویسے ہو رہی تھی۔ لیکن اس نے بھی اس کو نظر انداز کیا۔ رات کو وہ گہری نیند میں تھی، جب اس نے اپنے ہاتھ پر ایک تپتا، جلتا ہوا ہاتھ محسوس کیا، اس کی آنکھیں فوراً کھل گئیں۔ محتشم لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا......

"محتشم...... محتشم...... کیا ہوا ہے؟" انا کے اوسان خطا ہو گئے۔ دماغ ایک دم بلینک ہو گیا، یوں جیسے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہو۔

"میں...... میں سانس...... نہیں...... لے...... پا رہا......!!" بمشکل سانسیں کھینچتے ہوئے، وہ کہہ رہا تھا۔

وہ بیڈ سے اتری، باہر نکلی اور ننگے پاؤں بھاگتے ہوئے تایا کا دروازہ پیٹنے لگی، اس کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ تایا اور تائی بھی حواس باختہ ہو کر فوراً نکلے۔ اس کے لرزتے وجود نے ان دونوں کو اور خوف زدہ کر دیا۔

"محتشم کی سانسیں اکھڑ رہی ہیں...... کسی کو بلائیں۔"

اس کے پاؤں میں سکت نہیں رہی، وہ دھڑام سے فرش پر گری۔ دونوں میاں بیوی بیٹے کے کمرے کی طرف بھاگے۔

☆☆☆

"یہ سب تمہارے باپ کا کیا دھرا ہے۔ میں کہتی تھی کہ اپنے دوست سے ملنے مت جاؤ...... مت جاؤ۔ لیکن میری سنی نہیں، خود تو صحت مند ہو بیٹھے، محتشم کو بیمار کر دیا...... اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو میں معاف نہیں کروں گی ان کو۔" تائی روتے ہوئے مدحت کو بتا رہی تھیں۔

محتشم کو رات ہی ہاسپٹل ایڈمٹ کر دیا تھا، اب وہ کرونا وارڈ میں تھا۔ تایا دن رات ان کے پاس ہوتے تھے انہوں نے قیوم اور عتیق منع کر دیا تھا آنے سے، بس وہ لوگ کھانا، چائے وغیرہ لے کر جاتے تھے۔ محتشم کو ایڈمٹ ہوئے دو دن ہو گئے تھے۔ انا اندر کمرے میں بیٹھی تھی۔ سامنے خوشی سو رہی تھی۔ اس کی نظریں کسی غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں۔ آنکھیں خشک، ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئیں۔

وہ سوچ رہی تھی کہ وہ ہی منحوس ہے۔ اس کے خیالات کی رو منفی سوچوں کی زد میں آ گئی تھی۔ دفعتاً خوشی کسمسائی اور اٹھ بیٹھی۔ اٹھتے ہی وہ ریں ریں کرنے لگی۔ خوشی کی ریں ریں تیز ہوئی لیکن وہ سوچوں میں گم تھی اور باہر بیٹھی تائی جلدی سے اندر آئیں۔

"انا! خوشی رو رہی ہے......" فہمی تائی کو تھوڑا

pklibrary.com

www.pklibrary.com

سا غصہ آیا تھا لیکن اس کو دیکھ کر اس کی آواز نرم پڑ گئی۔ ''انا......!'' ان کی آواز پر بھی وہ خاموش رہی تو تائی نے اس کو پکارا، ان کے پکارنے پر اس کی آنکھیں بھر آئیں اور ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔

''تائی! میں کتنی بدقسمت ہوں نا۔ میری بدقسمتی پہلے معظم کو کھا گئی اور اب محتشم......'' اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ تائی نے اس کو گلے لگایا۔

''ایسا نہیں کہتے بیٹا۔ معظم کی زندگی اتنی لکھی تھی مایوسی والی باتیں مت کرو۔ محتشم کو کچھ نہیں ہوگا، ابھی تمہارے تایا بتا رہے تھے کہ ڈاکٹرز نے انہیں اچھی امید دلائی ہے۔ ایسی باتیں آئندہ مت کرنا۔ دیکھو، میں ماں ہوں اور اپنے بیٹے کے غم میں اندر سے ٹوٹ چکی ہوں۔ لیکن ہر بار میں تم کو دیکھ خود کو مضبوط بنانے کی کوشش کرتی ہوں۔ تم بھی ہمت مت ہارو۔ اللہ سے دعا کرو، اللہ رحیم ہے۔'' تائی اس کو حوصلہ دے رہی تھیں اور اس کے آنسوؤں میں مزید شدت آرہی تھی۔

☆☆☆

محتشم کی حالت کبھی اچھی ہو جاتی، کبھی بگڑ جاتی۔ ان سب کی دعاؤں میں کمی نہیں آرہی تھی۔ انا کالج جاتی، پھر کالج سے ہوکر ہسپتال چلی جاتی، تایا سے مل کر واپس آجاتی۔

مونا اگرچہ اس حقیقت کو تسلیم کر چکی تھی۔ مدحت، وہ اور امی آج ہسپتال جانے والے ہی تھے کہ عتیق کی کال آگئی تھی۔

''مدحت آپی، مبارک ہو۔ محتشم کو ڈسچارج کردیا گیا۔ ہم آرہے ہیں گھر۔'' مدحت نے خوشی سے بھاگی۔

''ارے کیا کہا ہمیں بھی بتاؤ'' سیما چاچی نے اس کو آواز دی۔

''اس کے چہرے سے تو یہی لگ رہا ہے کہ کوئی خوشی کی خبر ہے۔'' مونا نے مسکرا کر کہا۔ انا اور تائی کو یہ خوش خبری سنائی تو تائی رو پڑیں اور شکر سے اللہ کے سامنے سربسجود ہوگئیں۔ محتشم اور باقی سب، دوپہر تین بجے گھر آگئے تھے۔ سیب کاٹتی انا اس سے کہہ رہی تھی۔

''خوشی نے پہلا لفظ بولا ہے۔'' اس کے انداز میں دبا دبا جوش تھا۔

''ماما؟''

''نہیں...... بابا......'' اس نے نظریں اٹھا کر محتشم کو دیکھا تو دونوں کی نظریں ملیں، وہ نظروں میں حدت محسوس کرسکتی تھی، فوراً نظریں جھکا گئی۔

''خوشی رو رہی تھی، مدحت اس کو تمہاری تصویر دکھانے لگی۔ مدحت کے پیچھے اس نے بابا دہرایا۔'' وہ خوشی سے بتا رہی تھی، ایسے میں مدحت اندر کمرے میں داخل ہوئی، اور خوشی کو محتشم کے ساتھ بٹھایا۔

''لو، بیٹھو اپنے بابا کے ساتھ......''

بابا کے لفظ پر تینوں جذباتی ہو رہے تھے، ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو جھلملا رہے تھے۔ وہ خوشی کے گال چومنے لگا، خوشی اپنے ننھے ننھے ہاتھ اٹھا کر اس کے چہرے پر مل رہی تھی۔ ایک خاموش آنسو کی لکیر محتشم کے چہرے پر بہہ رہی تھی۔ پے در پے برے حالات نے اس کی زندگی کا رخ موڑ دیا تھا، ایسا موڑ جس پر وہ ایک نئے رشتے میں بندھ گیا، موت کے منہ تک چلا گیا۔ اب وہ سب کچھ بھلا کر ایک نئی زندگی شروع کرنا چاہتا تھا۔ خدا کی طرف سے عطا کردہ اس نئی زندگی پر وہ شکر ادا کررہا تھا...... بس جانے کیوں یہ گرم گرم آنسو اس کے گالوں پر کیوں بہے جا رہے تھے...... جانے کیوں......

☆☆☆

''شائلہ اپنے دیور کے لیے مونا کا رشتہ مانگنے آرہی ہے۔ ویسے تو اس نے مجھے پہلے ہی کہہ دیا تھا لیکن میں سمجھی کہ تھبئی کچے ارادے ہیں۔ اسی لیے میں نے اس کو زیادہ سنجیدہ نہیں لیا۔ اب وہ آرہی ہے۔ تم آج کالج سے چھٹی کرلو اور امی کے گھر چلی جاؤ۔'' وہ تائی کو چائے دینے گئی تو تائی نے اس کو بتایا۔

''دستگیر کے لیے؟''

''ہاں اسی کے لیے...... تمہارے تایا نے ٹھیک

www.pklibrary.com

کہا تھا اللہ اس کے نصیب اور اچھے کرے گا، دیکھو کتنا اچھا رشتہ آیا۔ دو تین دکانیں ہیں اس کی، شمائلہ بتا رہی تھی کہ پلازہ بھی بنوا رہا ہے جلد ہی۔ ایک شمائلہ کا شوہر ہے نکما کہیں کا۔"

وہ ہنسی۔

"شمائلہ بجو کے سامنے نہ کہہ دیں، برا مان جاتی ہیں فوراً۔" اس کا لہجہ خلاف معمول خوشگوار تھا۔

"ہاں، تمہاری پھپھو پر جو گئی ہے۔" تائی بھی شمائلہ بجو کے بار بار خفا ہونے والی عادت سے نالاں تھیں۔

"اچھا چلیں۔ ویسے بھی ہم دونوں آج نہیں جا رہے تھے۔ محتشم کہہ رہا تھا کہ آج ہم گھومنے جائیں گے۔" وہ پہلے سے ہی پلان بنا چکے تھے۔

"تم دونوں؟" تائی کے استفسار میں خوشی کی جھلک صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"نہیں...... ہم تینوں......" پیچھے سے مدحت نے کہا، وہ پہلے سے تیار بیٹھی تھی۔

"تم ہر بار کباب میں ہڈی کیوں بن جاتی ہو؟" تائی نے تنگ کر پوچھا۔

"میں ہڈی بن رہی ہوں؟ اچھا ٹھیک ہے، نہیں جاتی میں۔ دونوں میاں بیوی چلے جائیں سیر سپاٹوں پر۔ یہاں بے چاری بہن گھر کی نوکرانی لگی ہوئی ہے۔ خیر سے جائیے، خیر سے آئیے۔" مدحت سخت خفا ہو گئی اور رونے لگی۔

"بس کرو یہ اداکاری، کوئی ایوارڈ نہیں ملنا تمہیں۔" اتا نے اس کے کان کھینچے۔ وہ اور بلکنے لگی۔

"اُفف۔ الوؤں جیسی آواز ہے اس لڑکی کی۔ باہر دفان ہو، میرے سر میں ویسے ہی درد ہے۔ اوپر سے وہ دوسری سر درد بھی آنے والی ہے۔" تائی نے بیزاری سے اس کو روتے دیکھ کر کہا۔ دفعتاً الوؤں جیسی آواز والی رکی، اس کے چہرے سے رونے والے تاثرات غائب ہوئے اور ایک لمبا جناتی قہقہہ لگایا۔

☆☆☆

مونا سے ایک بار پھر سے پوچھا گیا، مونا نے ایک بار پھر سے اپنی رضامندی دے دی تھی۔ جب سب منہ میٹھا کر رہے تھے تو شمائلہ اس کے منہ میں پورا کا پورا رس گلہ ٹھونس رہی تھیں۔

"دیورانی بننے والی ہو میری۔ کمر کس لو، مجھ جیسی جھگڑالو عورت کے سامنے تم بھیگی بلی رہو گی، یاد رکھنا۔"

"ہاں...... بلی کی کزن بلی ہوتی ہے جیٹھانی صاحبہ!" وہ جواب ہی کیا، جو مونا دینے سے پیچھے ہٹے۔

"زبان قینچی جیسی ......اور حسن سے بندے کو گرویدہ کر لیا ہے...... بڑی خطرناک لڑکی معلوم ہوتی ہو۔"

شمائلہ بجو نے فلموں کی منفی کرداروں کی طرح اس کے گرد چکر لگانا شروع کیے۔

"اس قینچی سے میں لوگوں کے دلوں کو کاٹ ڈالتی ہوں۔ یاد رکھیے۔" وہ بھی اٹھی اور اس کا انداز اپنایا۔

"کٹ!" کھلے دروازے میں کھڑی مدحت ان دونوں کی ویڈیو بنا رہی تھی۔ دونوں نے اس کو حیرانی سے دیکھا اور اگلے پل شمائلہ بجو مدحت پر جھپٹیں۔

"دکھاؤ، کیسی دکھ رہی ہوں میں......" وہ تینوں ویڈیو دیکھنے لگیں۔

"ہائے میں تو بالکل مادھوری لگ رہی ہوں...... یاد ہے نا دیوداس؟" مدحت اور مونا نے بیک وقت ان کو عجیب نظروں سے دیکھا۔

"ہاں، ہاں پتا ہے، وہ طوائف تھی اس ڈرامے میں۔ میں تو اس کے حسن کی بات کر رہی ہوں کہ اس جیسی خوب صورت لگ رہی ہو۔" شمائلہ بجو نے دونوں کو مُکے مارے۔

شمائلہ بجو عمر میں ان سے بڑی، لیکن بچوں جیسی معصوم تھیں۔ دستگیر نے مونا کو دیکھ ہی رکھا تھا، معظم کی موت اور محتشم کے نکاح کے بعد، اس نے شمائلہ بجو سے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا تھا۔ چونکہ

www.pklibrary.com

ان کی والدہ حیات نہیں تھیں اسی لیے یہ شعبہ شمائلہ کے ہاتھوں سونپا گیا۔ شمائلہ کو اور کیا چاہیے تھا، بڑی ہونے کا مان تو دے دیا گیا۔ اوپر سے دیورانی بھی ان کی بہن۔ گھر میں وہ اکیلی ہی ہوتی تھیں ان کی نندیں تو پیا دیس سدھار چکی تھیں۔ سیما چاچی نے پاس کر دی تھی۔ اس کی سب سے اولین وجہ شمائلہ تھی۔ انہوں نے منگنی سے منع کر دیا تھا کہ وہ منگنی نہیں کریں گی۔

''اگلے جمعہ کو نکاح ہو گا ان شاء اللہ۔'' سیما فون پر خالہ کو بتا رہی تھیں۔ ''بس صرف شمائلہ کا سسرال ہی ہو گا۔ مجھے تو کہہ دیا ہے کہ زیادہ خرچا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب چند لوگ ہوں گے، اسی لیے میں نے ڈنر کا کہہ دیا۔ ڈنر پر کون سا خرچا آنا ......''

☆☆☆

مونا کو مہندی لگاتی انا نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا، اس کے چہرے پر پچھتاوے کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔ محبت میں کم ظرفی نہیں ہوتی...... محبت تو الوہی جذبہ ہے...... جو آخری سانس تک مقدس رہتا ہے۔

پچھتاوے داغ چھوڑ جاتے ہیں اور مقدس چیزوں کو داغدار نہیں کرنا چاہیے۔

''تم خوش ہو؟'' انا نے ہاتھ روک کر اس سے پوچھا۔

''میں مطمئن ہوں۔'' اس کا لہجہ مضبوط تھا۔

''تم خوش رہنا!'' انا کا لہجہ رندھ گیا۔

''تم بھی......'' وہ مسکرائی، تو انا کی آنکھیں چھلک پڑا اس کی چھوٹی بہن ایک مضبوط لڑکی تھی اور عظیم بھی...... وہ جانتی تھی۔

مغرب کی نماز ہو چکی تو ان کے گھر میں گہما گہمی شروع ہو گئی۔ شمائلہ اور اس کی نندیں آئی ہوئی تھیں اور باقی خاندان کے سب لوگ تھے۔ اندر ہال میں خواتین بیٹھی ہوئی تھیں اور کچن میں انا کے ساتھ آج فضا اور کنزہ بھی لگی ہوئی تھیں۔ آج بھی عتیق کے حصے میں ''ویٹر'' کا عہدہ آیا تھا۔ مونا کے دل کی دھڑکن خلاف معمول آج تیز تھی، وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی ایک دوست جس کا اپنا بیوٹی پالر تھا، اس نے میک اپ کیا تھا اور اس کو چڑا بھی رہی تھی۔

''اتنا بڑا چھکا مارا ہے تم نے، دل تو چاہ رہا تھا کہ سرخی پاؤڈر کی جگہ تمہارا تھوبڑا کالا کر دوں۔'' ایما نے بظاہر غصے سے کہا لیکن اس کا اصل مقصد اس کو چڑانا تھا۔

''اور اس کی تصویر لے کر، بینر بنا کر اپنے بیوٹی پالر پر لگا دو۔ خوب تشہیر ہو گی۔'' انعم نے مونا کا دفاع کیا۔

''تم کس خوشی میں چھولے بیچ رہی ہو۔ اس کا کوئی اور دیور نہیں ہے، جو تم چاپلوسی کر رہی ہو۔'' ایما نے اس کو دھمو کا جڑا۔

''تمہارا ڈاکٹر بھائی تو ہے نا......! میں دل کی مریضہ ہو گئی ہوں اس کی محبت میں۔'' نوے کی دہائی کی ہیروئین بننے کی پوری کوشش کی انعم نے۔ ایما نے ناگواری سے دیکھا جب کہ مونا دبی دبی ہنس رہی تھی۔

''میرا بھائی بچوں کا ڈاکٹر ہے...... پاگلوں کا نہیں...... ایکسکیوزمی!'' ایما تنک کر بولی۔

''بڑی انگریزی جھاڑ رہی ہو۔ یاد ہے وہ انگلش کا پیپر تم نے کیا لکھا تھا؟'' ''مجھے انگلش آتی ہے'' کو ٹرانسلیٹ کریں اور تم نے کیا لکھا؟'' مونا نے سب کو یاد دلانا چاہا۔

''انگلش کمز ٹو می۔'' مونا کے سوال کا انعم نے فخریہ جواب دیا۔

''اتنا چیپ جوک مارا ہے واللہ۔ یہ واٹس ایپ پر اتنا فارورڈ ہو چکا ہے کہ واٹس ایپ ہیڈ کوارٹرز میں اس کی ایک بڑی سی فریم سجا دی گئی ہو گی۔ ریکارڈ کے طور پر۔'' ایما ناگواری سے گویا ہوئی۔

ایسے میں تایا، ابو، اسد چاچا اور محتشم اس کے دستخط لینے اندر داخل ہوئے...... پہلے اس کو دیکھ کر

www.pklibrary.com

مسکرائے، گلے لگایا۔ ماتھے پر بوسہ دیا۔ جب اس نے نکاح نامے پر دستخط کیے اور وہ دستخط لے کر نکل گئے......

جاتے وقت محتشم نے پیچھے مڑ کر دیکھا، اسی پل دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں۔

''مبارک ہو مونا......!'' جاتے وقت اس نے مبارک باد دی۔

مونا نے فوراً سر جھکا کر ''شکریہ'' کہا۔ جانے کیا تھا اس پل میں، اس کا دل ایک دم بھر آیا۔ تشنگی تو رہ جاتی ہے۔ بجھی ہوئی راکھ جیسی۔

مونا کو باہر دستگیر کے ساتھ بٹھایا گیا......

''آپ کو کتابیں پڑھنے کا کافی کریز ہے نا...... مجھے بھی ہے...... میری لائبریری آپ کی انتظار میں ہے۔''

مونا نے سر اٹھا کر دیکھا، تو دستگیر کو مسکراتا پایا۔ اس کی نظریں چاہت کی پیامبر تھی۔ اس نے فوراً نظریں جھکا لیں۔ پہلی محبت کے بعد دوسری محبت بھی ہوتی ہے، اس کی گنجائش خود بخود نکل آتی ہے۔

☆☆☆

جو چراغ سینے کی آندھیوں میں جلتے ہیں
وہ ذرا سی کوشش سے
جھلملا بھی سکتے ہیں
حوصلے کے آدمی
اپنے دل کے زخموں پر
مسکرا بھی سکتے ہیں
بت بنانے والے ہاتھ
فیصلے کے لمحوں میں
بت گرا بھی سکتے ہیں
(مصطفیٰ زیدی)

شام کسی باپردہ عورت کی طرح چپکے جا رہی تھی، رات کی تاریکی پھیلنے ہی والی تھی۔ ہوا میں خنکی بڑھ چکی تھی۔ مدحت، انا اور محتشم آئس کریم کھانے آئے ہوئے تھے۔ اس سخت سردی میں آئس کریم کھانے کا مزا ہی الگ ہوتا ہے۔ سڑک کے کنارے چلتے ہوئے، وہ تینوں باتیں کر رہے تھے۔ محتشم نے خوشی کو گود میں اٹھا رکھا تھا۔ جو اس کی بڑھی ہوئی داڑھی سے کھیل رہی تھی اور کھلکھلا رہی تھی۔ دفعتاً انا کے ہاتھ سے آئس کریم گری، وہ فوراً جھکی ......ساتھ میں محتشم بھی ایک دم جھک گیا اور خوشی کو کھڑا کیا۔ پیچھے سے مدحت بولی۔

''سو روپے کی آئس کریم ہے...... جانے دو۔ محتشم تمہیں ایک اور لے کر لا دے گا۔''

''اب سارا آئس کریم پالر بھی خرید کر دیں تو اس آئس کریم کا غم نہیں بھولے گا مجھے۔'' انا کا دکھ بہت گہرا لگ رہا تھا۔

''وہ...... وہ دیکھو......'' مدحت چلائی۔

دونوں نے سامنے دیکھا...... محتشم کے پہلو سے خوشی نکل گئی تھی اور اب وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہی تھی۔ انا اور محتشم دم بخود اس کو دیکھ رہے تھے یوں جیسے دنیا میں خوش بخت پہلی بچی ہے جو چلنا سیکھ رہی ہے۔ تینوں اشتیاق سے اس کو دیکھ رہے تھے، مدحت حسب معمول اس پل کو کیمرے کی آنکھ سے قید کرنا چاہ رہی تھی۔ خوشی نے بمشکل سات قدم لیے ہوں گے کہ دھڑام سے وہ گر گئی۔ آئس کریم کے لیے سڑک پر بیٹھے انا اور محتشم فوراً اس کی جانب بھاگے۔ دونوں نے جھک کر خوشی کو اٹھایا اور اس کو کھلکھلاتے دیکھ ہنس پڑے۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

زندگی میں کبھی کبھار آپ کے سامنے غم کا پہاڑ آ جاتا ہے۔ خوش قسمتی ہے آپ کی کہ کوئی صبر کے پتھر اٹھائے ہوئے آپ کے ساتھ کھڑا ہو اور اس پہاڑ کو سر کرنے میں آپ کا ساتھ دے۔

دونوں مسکرائے ......اور خود کو ان خوش قسمت لوگوں میں شمار کیا......

بے شک اللہ ہر کسی کے حق میں بہترین فیصلے کرنے والا ہے۔